Regd No P. 67
رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷

اخبار احمدیہ

قادیان ۱۱ اپریل سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۶ اپریل کی رپورٹ مظہر ہے کہ :-

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے ۔ الحمدللہ ۔

قادیان ـــ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں ۔

الحمدللہ

"ہونہار اور ذہین بچے زیادہ سے زیادہ تعداد میں قادیان بھجیں تا وہ سلسلہ کی احسن رنگ میں خدمت کر سکیں"

مدرسہ احمدیہ قادیان کا جلسہ تقسیم انعامات

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے انعامات تقسیم فرمائے اور پُر لطف و ولولہ انگیز خطاب فرمایا

رپورٹ مرتبہ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب طاہر مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

گذشتہ سالوں کی طرح امسال بھی مورخہ ۵ اپریل سنہ ۶۷ء کو نو بجے صبح مدرسہ احمدیہ قادیان کی طرف سے جلسہ تقسیم انعامات منعقد ہوا ۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ کی صدارت فرمائی اور سالانہ امتحان میں نمایاں پوزیشن حاصل کر کے کامیاب ہونے والے طلباء کو اپنے دست مبارک سے انعامات تقسیم فرمائے اور آخر میں ایک پُر لطف اور ولولہ انگیز خطاب فرمایا ۔ اس مبارک تقریب پر مدرسہ احمدیہ کی طرف سے ناظر صاحبان و ممبران صدر انجمن احمدیہ افسران صیغہ جات کے ساتھ ساتھ مدرسہ میں زیر تعلیم طلباء کے والدین اور سرپرستوں اور دیگر مقامی بزرگان کو بطور خاص مدعو کیا گیا تھا ۔ اور بذریعہ اعلان تمام احباب جماعت کو شمولیت کے لئے درخواست کی گئی تھی ۔ یہ تقریب مدرسہ احمدیہ کے صحن میں منعقد ہوئی ۔ احباب بر وقت مقررہ پر تشریف لائے اور آخر وقت تک پورے انہماک کے ساتھ جلسہ کی سب کارروائی کو سنا اور طلباء کی حوصلہ افزائی کی ۔

جلسہ کی کارروائی تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی جو عزیز حیا ء اللہ اقبال نے کی اور عزیز محمد انعام غوری نے کلام محمود سے خوش الحانی سے نظم سنائی ۔ سب سے پہلے صاحب صدر کے ارشاد کی تعمیل میں مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ نے

مدرسہ احمدیہ کی سالانہ رپورٹ

پیش کی اور فرمایا ۔

خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ مدرسہ احمدیہ کو سلسلہ کی تبلیغی و تعلیمی بنیادی ضروریات کو پورا کرتے ہوئے اپنی تابناک قدیم روایات کو قائم رکھنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے خدا تعالیٰ کے فضل سے تقسیم ملک سے اب تک باوجود نامساعد حالات اور مختلف قسم کی مشکلات کے کم و بیش پندرہ افراد نے اس درسگاہ سے علمی استفادہ کے بعد مولوی فاضل پاس کیا اور اب سلسلہ کی طرف سے مختلف اہم خدمات پر مامور ہیں ۔

امسال کی رپورٹ پیش کرتے ہوئے محترم ہیڈ ماسٹر صاحب نے کلاس وار طلباء کی تعداد بتاتے ہوئے فرمایا ۔ ظاہر ہے کہ سکول میں طلباء کی یہ تعداد تسلی بخش نہیں باوجود کوشش کے بہت کم طالب علم اس دینی درسگاہ میں تعلیم کے لئے داخلہ لیتے ہیں ۔ تبلیغ و اشاعت دین کے سلسلہ میں مبلغین کی ضرورت دن بدن بڑھ رہی ہے ۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ احباب وقت کے تقاضا کو اچھی طرح محسوس کریں اور مستقبل میں جس قدر مبلغین درکار ہیں ان کی تیاری کے لئے ابھی سے نوجوانوں کو بھجیں ۔ خدا کرے کہ احباب جماعت اس طرف توجہ دیں ۔ ہر کلاس میں خاصی تعداد میں طلباء ہوں تا مبلغین کی بڑھتی ہوئی ضرورت کو جلد سے جلد پورا کیا جا سکے ۔

محترم ہیڈ ماسٹر صاحب نے بتایا کہ سال زیر رپورٹ مدرسہ احمدیہ کا سالانہ نتیجہ مجموعی طور پر ۷۰ فیصدی رہا ۔ طلباء کی تعلیمی کمزوری کی وجہ بیان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ مدرسہ میں بھرتی کے طالب علم داخل کرنے پڑتے ہیں اور ہونہار اور قابل طلباء کے انتخاب کی کوئی صورت نہیں ہے ہمیں جس طرح کے طالب علم مل جاتے ہیں ان کو داخل کر لیا جاتا ہے مگر دور رس نتائج کے اعتبار سے یہ صورت اچھی نہیں اور یہی وجہ ہے کہ باوجود خرچ کرنے کے سلسلہ کو پوری تعداد میں قابل اور لائق کارکن نہیں ملتے ۔

قادیان میں جماعت احمدیہ کی طرف سے

عید الاضحیہ کی مبارک تقریب کے سلسلہ میں غیر مسلم معززین کی دعوت!

پنجاب کے ڈپٹی منسٹر سردار ستنام سنگھ صاحب باجوہ کی شمولیت

قادیان ۹ اپریل حسب سابق اس سال بھی عید الاضحیہ کی مبارک تقریب کے سلسلہ میں مقامی طور پر جماعت احمدیہ کی طرف سے غیر مسلم معززین کو نظارت امور عامہ قادیان نے کل بعد دوپہر پانچ بجے احمدیہ محلہ میں چائے پر مدعو کیا تھا ۔ یکصد مقامی غیر مسلم معززین شریک ہوئے اس دعوت میں سردار ستنام سنگھ باجوہ جو حال ہی میں پنجاب کے ڈپٹی منسٹر بنائے گئے ہیں مہمان خصوصی تھے ۔

آنریبل باجوہ صاحب کی تشریف آوری پر سب سے پہلے احمدیہ چوک میں آپ کا خیر مقدم کیا گیا ۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل ناظر اعلیٰ اور محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب اور جماعت کے سرکردہ افراد کے علاوہ بہت سے غیر مسلم معززین شہر نے آپ کے گلے میں ہار پہنائے ۔ بعدہٗ جملہ مدعوین بنصرت گرلز سکول کی بلڈنگ میں جہاں ٹی پارٹی کا انتظام تھا تشریف لے گئے جہاں تمام مہمانوں کی چائے اور مٹھائی سے تواضع کی گئی بعدہٗ استقبالیہ پروگرام کا آغاز مکرم ملک بشیر احمد صاحب کی تلاوت سے ہوا ۔ (باقی صفحہ ...)

ملک صلاح الدین ایم ۔ اے پرنٹر و پبلشر نے رانا آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا ۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

اگر ابتداء ہی میں انتخاب کو مؤثر بنا دیا جائے تو سالانہ نتائج بھی اچھے ہوں اور معقول تعداد میں سلسلہ کو اچھے اور لائق کارکن میسر آتے رہیں پھر اس قسم کے طالب علموں کو تیار کرنے کے لئے جس قدر مغز سوزی کرنی پڑتی ہے اور قدم قدم پہ جو سارے مشکلات پیدا ہوتی رہتی ہیں وہ اپنی جگہ پر ہیں۔ آپ نے فرمایا پیش آمدہ مشکلات کے سلسلہ کی ایک کڑی یہ بھی ہے کہ مدرسہ احمدیہ میں ذریعہ تعلیم اردو ہے۔ اور باہر سے آنے والے طلباء بالعموم اردو سے بے بہرہ ہوتے ہیں۔ قرآن کریم ناظرہ جانتے کے ساتھ ساتھ جس بچے کے والدین مڈل پاس کرانے کے بعد اپنے بچوں کو مدرسہ احمدیہ میں داخل کرانا چاہتے ہوں وہ اسے ایک یا دو سال پہلے یہاں اپنے یہاں اسے پرائیویٹ طور پہ اردو پڑھنے اور لکھنے کی مشق کرائیں تو تا دیاں میں آکر ایسے طالب علموں کو زیادہ دقت پیش نہیں آئے گی۔ اور ان کی تعلیمی ترقی کی رفتار بھی تیز ہو جائے گی اور ہماری مشکلات بھی دور ہو جائیں گی۔

پھر فرمایا کہ تقسیم ملک سے قبل مولوی فاضل کلاس مدرسہ احمدیہ کے دائرہ عمل سے باہر تھیں۔ اس کے لئے مدرسہ احمدیہ سے جدا ایک اور درسگاہ جامعہ احمدیہ کے نام سے جاری تھی لیکن ملکی تقسیم کے بعد جب مرکز کو ضرورت پڑی تو مدرسہ احمدیہ جیسا مدرسہ کا مقررہ نصاب پڑھانے کے بعد مولوی فاضل کی دو سالہ کلاسز کا بھی اجراء ہوا اور خدا تعالیٰ کے فضل سے مدرسہ کو اس میں کامیابی حاصل ہوئی۔ لیکن مناسب ہے کہ جن افراد کو تبلیغ کے لئے باہر بھجوایا جاتا ہے انہیں مولوی فاضل پاس کرنے کے بعد حسب دستور سابق مزید کچھ عرصہ کے لئے تبلیغی مائین کی خاص تعلیم دی جائے تا باہر جا کر زیادہ مفید کام کریں۔

رپورٹ کے آخر میں محترم ہیڈ ماسٹر صاحب نے مدرسہ کی بلڈنگ کی خستہ حالت کا خاص طور پر ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ مدرسہ احمدیہ کے لئے کمروں کی بھی بڑی تکلیف ہے حافظ کلاس کو شامل کر کے اس وقت مدرسہ احمدیہ میں کل سات کلاسیں ہیں جن کے لئے کم سے کم سات کمرے درکار ہیں۔ پھر اجتماعی طور پر تقاریر، مطالعہ وغیرہ پروگرام کے لئے ایک ایسے بڑے کمرے کی ضرورت ہے جس میں بیک وقت مدرسہ احمدیہ کے تمام اساتذہ و طلباء جمع ہو سکیں۔ بورڈنگ کے لئے تو دو جدید کمرے تعمیر ہو گئے ہیں لیکن مولوی فاضل پاس جن کو یونیورسٹی کے امتحان میں شامل ہونا ہوتا ہے ان کے لئے ایک علیحدہ رہائشی کمرہ درکار ہے۔ جدید تعمیر شدہ بورڈنگ کے کمروں کو چھوڑ کر مدرسہ کے تمام پرانے کمرے بہت بوسیدہ ہو چکے ہیں خدا تعالیٰ اس کے لئے بھی اپنے فضل سے سامان کرے۔

آپ نے فرمایا۔ میں ان مخیر احباب کا بے حد ممنون ہوں جو سلسلہ کی محبت اور خدا تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر مدرسہ احمدیہ کی مختلف ضروریات کو پورا کرنے کے لئے از خود توجہ فرماتے ہیں۔ چونکہ ضروریات پیش آتی رہتی ہیں اس لئے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک اور مخلص افراد کو توفیق دیتا چلا جائے کہ وہ اس دینی درسگاہ کی طرف ہمیشہ توجہ کرتے رہیں۔

تقسیم انعامات

الغرض اس طرح کی مختصر مگر جامع رپورٹ کے بعد محترم ہیڈ ماسٹر صاحب نے حضرت صاحب صدر سے درخواست کی از راہ کرم ۶۶ئہ کے سالانہ امتحان میں ہر کلاس میں امتیازی پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء کو اپنے دست مبارک سے انعام تقسیم فرما کر طلباء مدرسہ احمدیہ کی حوصلہ افزائی فرمائیں نیز دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو خدمت دین کی بہترین توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اس کے بعد محترم صاحب صدر نے اپنے دست مبارک سے طلباء مدرسہ احمدیہ کو انعام تقسیم فرمائے اور بعد میں ایک پُر لطف ولولہ انگیز خطاب فرمایا۔

صاحب صدر کا خطاب

محترم صاحبزادہ صاحب نے حاضرین کو خطاب فرماتے ہوئے فرمایا۔

آپ لوگوں نے محترم ہیڈ ماسٹر صاحب مدرسہ احمدیہ کی رپورٹ سنی اور جو طلباء انعام کے مستحق تھے ان کو انعام دیئے جانے کی تقریب بھی دیکھی۔ ہمیں دعا کرنی چاہیئے کہ جن طلباء نے امسال امتحان میں امتیاز حاصل کیا ہے خدا تعالیٰ ان کو توفیق دے کہ وہ اپنے امتیاز کو برقرار رکھیں اور جو طلباء امتیاز حاصل نہیں کر سکے خدا تعالیٰ ان کو بھی زیادہ محنت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور وہ طالب علم جو اس سال مدرسہ احمدیہ سے فارغ التحصیل ہو چکے ہیں خدا تعالیٰ ان کو زندگی کے میدان میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے کی توفیق بخشے۔

محترم ہیڈ ماسٹر صاحب نے اپنی رپورٹ میں مختلف امور کی طرف توجہ دلائی ہے ان میں سے بعض مناسب سمجھتا ہوں کہ ان کے متعلق کچھ بیان کروں یہ چیز آج ہی نہیں بلکہ تقسیم ملک کے پہلے سے محسوس کی جا رہی ہے۔ کہ مدرسہ احمدیہ میں اعلیٰ معیار کے طلباء نہیں آتے چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی متعدد بار توجہ دلائی کہ جس اعلیٰ معیار کے ذہین طلباء ہماری دینی درسگاہ میں آنے چاہئیں ان کی طرف احباب کما حقہٗ توجہ نہیں دے رہے مدرسہ احمدیہ میں بالعموم ایسے بچوں کو بھجوایا جاتا ہے جو کہ جسمانی، ذہنی اور مالی اعتبار سے معمولی حیثیت رکھنے والے ہوتے ہیں۔ اور جو بظاہر اچھے ہوتے ہیں ان کے والدین یا سرپرست زیادہ تر دیگر سکولوں اور کالجوں میں داخل کرا دیتے ہیں۔ اور یہ مثال تو عام رہی ہے کہ مدرسہ احمدیہ میں زیادہ تر ایسے بچے ہی آتے ہیں جن کے والدین اس قدر استطاعت نہیں رکھتے کہ انہیں مزید دنیوی تعلیم دلا سکیں۔ خیر یہ تو اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے کہ یہی بچے مدرسہ احمدیہ میں پڑھ کر دینی تعلیم حاصل کر کے اور قرآن کریم کے نور سے منور ہو کر آج ساری دنیا میں تبلیغ اسلام کی نمایاں خدمات سرانجام دے رہے ہیں مگر یہ بات قابل غور ضرور ہے۔

آپ نے فرمایا ہمارا ایمان ہے کہ جماعت احمدیہ انشاء اللہ ترقی کرے گی اور اس کا مستقبل بھی روشن ہے پس آئندہ کے لئے جن شخصیتوں کے ہاتھ میں اس کی باگ ڈور ہوگی۔ خدا تعالیٰ انہیں بھی اپنی برکات سے نوازے گا۔ اس لئے

خوشحال احمدی خاندانوں کو

اس عظیم تبدیلی اور انقلاب پر ضرور ابھی سے غور کرنا چاہیئے تا ایسا نہ ہو کہ غریب تو دین کی خدمت کر کے خدا تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بن جائے اور وہ اس نعمت سے محروم ہو کر پیچھے رہ جائیں۔

آپ نے فرمایا کہ جس طرح ہیڈ ماسٹر صاحب نے توجہ دلائی ہے میں بھی جماعت ہائے ہندوستان کو کہوں گا کہ ان پر یہ خاص فرض ہے کہ وہ اس کی طرف توجہ کریں اور خاص کر ایسے دوست جن کو اللہ تعالیٰ نے ہر لحاظ سے نوازا ہے وہ اپنے بچوں کو دینی تعلیم کے لئے مرکز میں بھیجیں۔ بلاشبہ اس وقت بھی چند احباب اپنے بچے ہمارے مدرسہ میں اپنے خرچ پر پڑھا رہے ہیں مگر ضرورت ہے کہ ایسے افراد کی تعداد اس سے زیادہ ہو۔ جماعت احمدیہ نے روحانی طور پہ انشاء اللہ ضرور غالب آنا ہے۔ اور اس غلبہ میں علماء دین کا بھی دخل ہے۔ لہذا اپنے خاندان کے لئے برکتوں کے حصول کا ذریعہ بنائیں۔

مدرسہ کی عمارت

خطاب جاری رکھتے ہوئے صدر محترم نے فرمایا کہ مدرسہ احمدیہ کے جو کمرے گزشتہ سالوں میں احباب جماعت کے تعاون سے تعمیر کئے گئے تھے۔ بعض مقامی ضروریات اور مصالح کی بناء پر تعلیم الاسلام سکول کو دیدیئے گئے۔ اور اب صورت حال یہ ہے کہ جس حصہ میں مدرسہ احمدیہ کی کلاسز لگتی ہیں اس کی عمارت نہایت خستہ ہو چکی ہے۔ ہمیں اس کی طرف بھی خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے اور مدرسہ احمدیہ ایسی دینی درسگاہ ہے جسے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مبارک ہاتھ سے جاری کیا جس میں اشاعت و خدمت اسلام کرنے والے مبلغین تعلیم پاتے ہیں اس کی عمارت کو بھی جلد از جلد۔ نئے سرے سے تعمیر کیا جانا نہایت ضروری ہے خدا تعالیٰ اس کے لئے بھی سامان پیدا کرے۔

محترم صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ جدید عمارت کے علاوہ مدرسہ کی اور بھی بہت سی ضروریات ہیں۔ چار پانچ سال ہوئے جبکہ محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ تھے تو ان کی ایک رپورٹ جب اخبار بدر میں چھپی تو جماعت کے ایک مخیر دوست نے تحریر کیا کہ مدرسہ احمدیہ کے جملہ ضروری اشیاء کے اخراجات کا ایک تخمینہ مجھے تحریر کیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے مدرسہ احمدیہ کے لئے میز کرسی اور دیگر سامان مہیا فرما دیا۔ اسی طرح انہوں نے مدرسہ احمدیہ کے لئے اخبارات، علمی رسائل و دیگر عربی و اردو کی کتابیں خریدنے کے لئے مالی امداد کی نہ صرف یہ بلکہ جو ہر سال ایسی مدد کر رہے ہیں تینوں اسکولوں مدرسہ احمدیہ تعلیم الاسلام مڈل سکول اور نصرت گرلز اسکول میں جو بجلی کے پنکھے لگے ہیں وہ بھی انہیں کا عطیہ ہے اور پھر ان پر جو بجلی کا خرچ آتا ہے وہی ادا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کے اموال میں برکت دے تاہم یہ حقیقت ہے کہ مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ کچھ چیزیں بوسیدہ ہو جاتی ہیں یا مزید ضروریات آگے آ جاتی ہیں ان کو پورا کرنا بھی ضروری ہوتا ہے تینوں درسگاہوں کو اس قسم کی فی الوقت پیش آمدہ ضروریات پورا کرنے کے لئے میرا اندازہ ہے کہ ان پر ۳۵۰۰ ساڑھے تین ہزار روپے خرچ ہوں گے۔ خدا تعالیٰ اپنے فضل سے ان کو پورا کرنے کے بھی سامان پیدا کرے۔

خدا تعالیٰ کے فضلوں سے کچھ مشکل نہیں

(باقی صفحہ ۴ پر)

خطبہ جمعہ

دائمی جنت حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ دو چشمے قوم اور اُمت کے باغ میں ہمیشہ پھوٹتے رہیں

ایک چشمہ محبت الٰہی عشقِ رسولؐ اور قربانی کا چشمہ ہے جو مرد کے دل سے پھوٹتا ہے

دوسرا چشمہ جو عورت کے دل سے پھوٹتا ہے اس باغ کی نرسری (اولاد) کو سیراب کرتا ہے

احمدی عورتوں کا فرض ہے کہ وہ آئندہ نسل کی صحیح تربیت کریں اور توحید خالص کے ماحول میں اس کی پرورش کریں

از حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۳ مارچ ۱۹۶۷ء بمقام ربوہ

مرتبہ ۔ مکرم مولوی سلطان احمد صاحب پیر کوٹی

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ویسے تو

طبیعت پہلے سے بہتر ہے

مگر کھانسی ابھی چل رہی ہے اور جو ٹسٹ کروایا گیا تھا اس میں دو قسم کے کیڑے نکلے ہیں اور انہوں نے سینسے ٹویٹی ٹسٹ (Sensitivity Test) کر کے دو تین دوائیں بھی معلوم کی ہیں جو ان کیڑوں کو مارتی ہیں مگر چونکہ نئی دوائیں کمزوری بہت پیدا کر دیتی ہیں اس لئے میں نے ان کا استعمال ابھی مناسب نہیں سمجھا مجھے خطرہ تھا کہ اس کے نتیجہ میں ضعف پیدا ہوگا اور میں آج جمعہ کے لئے نہیں آسکوں گا اگلے دو ایک روز بھی مشغولیت اسی قسم کی ہے کہ کام چھوڑ کر لیٹا نہیں جا سکتا۔ چارپائی پر۔ اس لئے خیال ہے کہ دو تین دن کے بعد ان دواؤں میں سے کوئی ایک شروع کی جائے گی۔ دوست دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ بیماری کو کلیۃً دور کر دے اور کام کی زیادہ سے زیادہ توفیق اپنے فضل سے عطا کرے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی غرض

یہ ہے کہ تمام اقوام عالم پر اسلام کو دنیا میں ان معنی میں غالب کیا جائے کہ تمام اقوام عالم اسلام کی صداقت کی قائل ہو جائیں اور اس کی برکات اور اس کے ثمرات سے حصہ لینے والی ہوں۔ بعثت کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے پیشگوئیاں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ یہ بھی دیں۔ ایک تو یہ کہ غلبہ اسلام فوری طور پر یا چند سالوں میں نہیں ہوگا بلکہ ایک وقت لگے گا دنیا میں اسلام کو غالب کرنے پر اور دوسرے یہ بشارت دی کہ اسلام کو یہ غلبہ بڑے لمبے عرصہ تک دنیا میں قائم رہے گا۔ اور بنی نوع نسلاً بعد نسلٍ اسلام کی برکات اور اس کے فیوض سے حصہ لیتے رہیں گے۔ اس کے نتیجہ میں ایک طرف غلبہ اسلام کے لئے بڑی قربانیوں میں دوام پایا جانا چاہیئے اور دوسری طرف دعاؤں اور جدوجہد کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو کھینچنے اس طرح جذب کرنے کی ضرورت ہے کہ جو جنت اس دنیا میں ہمیں اس کی طرف سے عطا ہو وہ بھی قائم رہنے والی ہو جلدی خزاں نہ آجائے۔

اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے

میرے دل میں بڑے زور سے ایک تحریک پیدا کی ہے۔

اس کے متعلق میں ابھی غور کر رہا ہوں۔ آج اصل مضمون کے متعلق تو میں کچھ کہنا نہیں چاہتا لیکن تمہید کے طور پر میں آج اپنی بہنوں کو مخاطب کرنا چاہتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ رحمٰن میں

چار جنتوں کے وعدے

ایک مسلمان کو دیئے ہیں۔ دو کا تعلق اُخروی زندگی کے ساتھ ہے اور دو جنتوں کا تعلق اس دنیا کے ساتھ ہے۔ دراصل تو اُخروی زندگی کی جنت یا اس دنیا کی جنت ایک ہی جنت ہیں لیکن چونکہ ہم دو نقطہ ہائے نگاہ سے دو زاویوں سے اس کو دیکھ سکتے ہیں اور ان دو نقطہ ہائے نگاہ کو ہی اللہ تعالیٰ نمایاں کرنا چاہتا تھا اس لئے ایک کی بجائے دو جنتوں کا ذکر سورۃ رحمٰن میں کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ سورۃ رحمٰن میں ہماری توجہ اس طرف پھیرتا ہے کہ اگر اس جنت کو تم حاصل کرنا چاہتے ہو جس کو دوام حاصل ہو اور جو ابدی جنت کے نام سے پکاری جا سکے۔ جس کے متعلق یہ فقرہ صحیح ثابت ہو کہ خَالِدِيْنَ فِيْهَا ایک لمبا عرصہ یہ قوم اس دنیا کی جنت کے اندر رہے گی تو تمہارے لئے ضروری ہے کہ دونوں زاویوں سے تم اس جنت پر نگاہ ڈالو۔ اور دو طرفہ کوشش کے ذریعہ اُسے حاصل کرو اور یہ کوشش کرو کہ دو چشمے تمہاری قوم اور امت میں پھوٹیں کیونکہ صرف ایک چشمہ اسے سیراب کر کے اسے ابدیت عطا نہیں کر سکتا۔ اگر اس دنیوی جنت نے کہ جس کا ہم سے وعدہ کیا جا رہا ہے دوام حاصل کرنا ہے اور ابدیت کا مقام حاصل کرنا ہے تو ضروری ہے کہ دو چشمے اس کے باغ کو سیراب کر رہے ہوں۔ ایک تو وہ چشمہ محبتِ الٰہی کا۔ ایک تو وہ چشمہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے عشق کا۔ ایک تو وہ چشمہ اسلام کے لئے ہر قسم کی قربانی اور ایثار کے نمونے ظاہر کرنے کا جو مرد کے دل سے پھوٹتا ہے اس کی ضرورت ہے اور دوسرے اس چشمہ کی ضرورت ہے جو ایک عورت کے دل سے پھوٹے اور اس چشمہ کے پانی سے باغ (اس جنت) کی نرسری کو سیراب کیا جائے مِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتَانِ کے ہی تحت دو چشموں کا بھی اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اے مردو! اگر خدا کی رضا کو حاصل کر بھی لو اور اگر تمہاری نیکی اور تقویٰ کے نتیجہ میں اور ان قربانیوں کی وجہ سے جو تم اس کی راہ میں دے رہے ہو اور اس موت کی وجہ سے جو تم نے

اپنے خدا کی رضا کے حصول کے لئے

اپنے پر وارد کی ہو اور اس اثر کے نتیجہ میں جس سے تمہاری بیویاں ایک حد تک متاثر ہوتی ہیں اس دنیا میں خدا کی رضا کی جنت ہمیشہ رہنے والی ہے جب تک کہ مستقل طور پر امت مسلمہ کی ہر عورت ان قربانیوں کو بجا لائے جن قربانیوں کی توقع مردوں اور عورتوں ہر دو سے کی جاتی ہے اور جب تک عورت اپنی ذمہ داریوں کو نباہنے والی نہ ہو جیسا کہ اس کے خاوند اور اس کے باپ اور اس کے بھائی اور اس کے دوسرے رشتہ دار اور تعلق رکھنے والے مرد اپنی ذمہ داریوں کو نباہنے والے ہیں اس وقت تک اس جنت کو دوام حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ

عورت کی ایک بڑی ذمہ داری یہ ہے

کہ وہ آئندہ نسل کی صحیح تربیت کرے اور آئندہ نسل میں ان نقوش کو اُبھارے جو نقوش اسلامی انوار سے بنتے ہوئے ہوں یہ نقوش قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کرنے کے نتیجہ میں اُبھرتے ہیں۔ جب تک عورت اپنی اس ذمہ داری کو نہیں نباہے گی وہ عورت جو ایثار پیشہ مرد کی بیوی ہے اور اس اسلامی جنت کی نرسری کی مالی ہے اس وقت تک اس جنت کو دوام حاصل

نہیں ہو سکتا۔ ایک نسل خدا کی رحمتوں کے سایہ کے نیچے اپنی زندگی کے دن گزار کے اس دنیا سے رخصت ہو جائے گی اور اگر اگلی نسل کی تربیت صحیح نہ ہوئی تو پہلی نسل کے اس دنیا سے گزر جانے کے ساتھ ہی خدا کی رحمت کا سایہ بھی اس قوم سے اُٹھ جائے گا اور خدا کی رحمت کے سایہ کی بجائے شیطانی تمازت کے اندر اگلی نسلیں جھلسنے لگیں گی۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء میں اس امر مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو متوجہ کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا

اس آیۂ کریمہ میں

ایک مضمون یہ بھی بیان کیا گیا ہے

کہ وہ لوگ جو ایمان پر پختگی سے قائم رہتے ہیں اور ایسے اعمال صالحہ بجا لاتے ہیں جن میں فساد کی کوئی ملونی نہیں ہوتی اور وہ لوگ جن کے سارے کام اور سارے اعمال اپنے خدا کی رضا کے حصول کے لئے ہوتے ہیں۔ جن کا نفس مر جاتا ہے اور اس لقائی الٰہی ان میں خدائے ذوالجلال کی ایک تجلّی کے نتیجہ میں ایک نئی روح پھونکی جاتی ہے اور اس نئی روح کے آرام اور آسائش کے لئے اس دنیا میں ایک جنت کو قائم کیا جاتا اور پیدا کیا جاتا ہے۔ ... لئے فرماتا ہے کہ اس قوم کے ... کے لئے ابدی ... اس ... لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ کہ ان کی جو بیویاں مُطَهَّرَة ہوں گی۔

مُطَهَّرَةٌ کے ایک معنی ہیں گناہ سے بچنے والیاں۔ مُطَهَّرَةٌ کے ایک دوسرے معنی ہیں اعمال صالحہ کو بجا لانے والیاں یعنی ایسے اعمال جن میں کوئی فساد نہ ہو اور مُطَهَّرَةٌ کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ عورتوں کا وہ گروہ جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس قسم کا ہے کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے ہر بدرسم اور مشرکانہ بدعتوں سے محفوظ رکھا ہوا ہے اور ان کا وجود دنیا کے وجود سے بالکل علیحدہ کر دیا گیا ہے بلکہ اس دنیا میں رہتی ہوئی بھی وہ جنت کی کی حوروں کی مانند بن گئی ہیں یعنی وہ ہر اس گند سے اور شنیع اور قبیح عمل سے پاک ہیں کہ جن میں کثافت ملوث ہوتی ہیں کہ جن کے گرد ان میں کسی قسم کی بدرسم نظر نہیں آتی۔ یہ وہ عورتیں ہیں جو اپنے گھر اور اپنے ماحول سے مشرکانہ بدعتوں کو دور کرنے والی ہیں چونکہ یہ انداز مطہرات ان لوگوں کو ملی ہیں اور چونکہ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق عطا کی ہے کہ وہ اپنے بچوں کو

توحید خالص کے ماحول میں تربیت

کر سکیں اور سچا اور پکا اور موحد مسلمان بنا سکیں اور اس لئے اگلی نسل کو شیطان سے محفوظ رکھنے میں یہ عورتیں کامیاب ہوتی ہیں۔ اس لئے اس جنت کو دوام مل جاتا ہے۔

.... اس لئے یہ جنت ایک نسل کے لئے نہیں ہوتی بلکہ اگلی نسل کے لئے اور پھر اس سے اگلی نسل کے لئے یہ دنیا کی جنت قائم رہتی ہے اور جو بشارتیں ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہیں۔ ان بشارتوں کی روشنی میں یہ جنت ہمارے لئے صدیوں تک قائم رہنی چاہیئے۔ اگر ہم اپنی ذمہ داری کو نباہنے والے ہوں ہم مرد بھی اور ہماری مائیں اور ہماری بیویاں اور ہماری بہنیں اور ہماری دوسری رشتہ دار عورتیں بھی تو اللہ تعالیٰ کا ہم سے یہ وعدہ ہے کہ وہ اس جنت کو اس دنیوی جنت کو بھی ہمارے لئے ایک قسم کی ابدی جنت بنا دے گا لیکن اس کے لئے شرط یہی ہے کہ عورت اپنے بچوں کی صحیح تربیت کی طرف پوری طرح متوجہ رہے۔ اس کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ اس معنی میں مطہرہ ہوں کہ کوئی بدرسم ان کے گھروں میں نہ ہو اور کسی مشرکانہ بدعت کے ساتھ ان کو کوئی تعلق باقی نہ رہے۔ خالص توحید کا ماحول پیدا کرنے والی ہوں اور اس خالص توحید کے ماحول میں اپنے بچوں اور بچیوں کی تربیت کرنے والی ہوں۔

اگر ہماری مستورات اپنی اس ذمہ داری کو نباہ لیں

تو ہمارے لئے وہ بشارت ہو ہے وہ قائم رہے گی اور ہماری نسلیں صدیوں تک اس دنیوی جنت میں آسائش اور آرام کی زندگی بسر کرنے والی ہوں گی کسی قسم کا دکھ انہیں نہیں پہنچے گا۔ کوئی تکلیف ان کو نہیں ڈرائے گی تو جس امر کی طرف میرے خدا نے میری توجہ کو پھیرا ہے اس سے پہلے بطور تمہید کے آج میں اپنی بہنوں سے درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت سے، اس لمحہ سے یہ عزم اپنے دلوں میں پیدا کریں کہ ہم نے ہر قسم کی رسوم کو ترک کر دینا ہے اور مشرکانہ بدعتوں کا قاتل بن جانا ہے ان سے اثر قبول نہیں کرنا بلکہ انہیں اپنی روحانیت کے اثر کے نتیجہ میں ہلاک کر دینا ہے اور اپنے بچوں کو شیطان کے ہر قسم کے اثر سے محفوظ رکھنا ہے اور انہیں اس قابل بنانا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی قائم کردہ، خدا تعالیٰ کی اس پیدا کردہ جنت کے ایسے درخت بنیں کہ جن سے دنیا شیریں پھل حاصل کرے۔ وہ جھاڑیاں نہ بنیں جن کے کانٹوں میں دنیا اُلجھے اور شیطان کی طرف پھر متوجہ ہو جائے اور ہم یہاں سے یہ عہد کر کے

اسی لمحہ یہ عزم کر کے یہاں سے اُٹھنا چاہیئے

کہ ہمارے گھر میں وہی بیوی رہ سکے گی جو خدا کی مطہر عورت ہوگی۔ رسوم کو پسند کرنے والی، دنیا کی شیخیوں پر اپنے اوقات اور اموال کو قربان کرنے والی، مشرکانہ بدعتوں سے محبت کرنے والی وہ عورت نہیں ہوگی جو ہمارے دلوں میں اپنی محبت پیدا کر سکے گی ہمیں اپنے گھروں کو اور اپنے ماحول کو اپنے علاقہ کو خالص توحید کے ماحول والا علاقہ اور گھر بنانا ہے تا ہم اس ذمہ داری کو نباہنے میں کامیاب ہو جائیں جس ذمہ داری کی ۲۲

مدرسہ احمدیہ قادیان میں جلسہ تقسیم انعامات

(بقیہ صفحہ ۲)

وہ چاہے تو اپنے بندوں کے دلوں کو کھول دے اور آپ لوگوں کی یہ ضرورت بھی پوری ہو جائے۔

محترم صاحبزادہ صاحب نے مدرسہ کے طالب علموں کو

خصوصیت سے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایسی سہولیات حاصل ہونے پر آپ لوگوں کا فرض ہے کہ خدا تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر کریں۔ اور ان ذمہ داریوں کی طرف نظر رکھیں جو کہ آپ لوگوں پر عائد ہوتی ہیں۔ اس کی صورت یہی ہے کہ پوری توجہ اور انہماک کے ساتھ تعلیم حاصل کریں اور علوم میں زیادہ سے زیادہ دسترس حاصل کرنے کی کوشش کریں اپنے اوقات کو ضائع ہونے سے بچائیں۔

جناب ہیڈ ماسٹر صاحب کی رپورٹ میں مذکور ایک بات کے سلسلہ میں فرمایا کہ آئندہ ہم یہ کوشش کر رہے ہیں کہ فارغ التحصیل طلباء کیلئے ایک سال یا ڈیڑھ سال تک کیلئے قرآن کریم تفاسیر اور سلسلہ کی دیگر اہم کتب کا ایک نصاب مقرر کر دیا جائے کہ جس کی تکمیل کے بعد انہیں باہر بھیجا جائے۔ اس طرح پیش آمدہ دقتیں رفع ہو جائیں گی۔ انشاء اللہ۔

اپنی تقریر کے پہلے حصہ کی طرف آخر میں اشارہ کرتے ہوئے محترم صاحب صدر نے فرمایا کہ سلسلہ کی تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ ۸۰ فیصدی سے زائد لوگ جنکو کہ سلسلہ کی خدمت کی خاص توفیق مل رہی ہے وہ اس

مدرسہ کے فارغ التحصیل

ہی یہی لوگ ہیں جو آج یورپ، امریکہ اور دیگر بیرونی ممالک میں مشنز سنبھالے ہوئے ہیں اور بڑی کامیابی کیساتھ ساری دنیا میں تبلیغ و اشاعت دین کا کام کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ وہ مدرسہ ہے کہ جسکی بنیاد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے مبارک زمانہ میں رکھی بعد میں ایسے حالات بھی پیدا ہوئے کہ جماعت کے بعض افراد نے یہ رائے دی کہ یہ مدرسہ بند کر دیا جائے اور کہا کہ جماعت کو مُلّانوں کی ضرورت نہیں ہے جماعت کو گریجوایٹوں وکلاء کی ضرورت ہے۔ یہ انکی غلطی تھی چنانچہ اس موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس رائے کی پُرزور تردید کی اور خاص جذبے سے فرمایا کہ اس مدرسہ کو بند نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ اشاعت اسلام کیلئے اس دینی درسگاہ کا جاری رہنا ضروری ہے اور جماعت میں ایسے افراد پیدا کئے جاتے رہنے چاہئیں جو قرآن کریم و دیگر علوم دینیہ سے بخوبی واقف ہوں اور پھر باہر جا کر وہ اشاعت اسلام کا کام سرانجام دیں۔ خدا تعالیٰ نے آپ کی آواز میں برکت دی اور مدرسہ کامیابی سے جاری رہا اور اس کے بابرکت نتائج آج ساری دنیا پر ظاہر ہیں۔

پس طلباء مدرسہ احمدیہ کو چاہیئے کہ اپنے اوقات کو زیادہ سے زیادہ علوم قرآنیہ اور دیگر دینی معلومات کے سیکھنے میں صرف کریں اور اس نعمت عظمیٰ کی قدر کریں جو ان کو ساری جماعت میں سے منتخب ہو کر دین کی خدمت کرنے کی سعادت حاصل ہونے کی صورت میں میسر آئی ہے آپ نے فرمایا کہ ہر شخص کو خود آگے بڑھنے کی کوشش کرنی چاہیئے یہ کوئی فضیلت کی بات نہیں کہ کہا جائے پدرم سلطان بود۔ خوبی وہ ہے جو انسان میں ذاتی طور پر پائی جائے۔ پس سب طالب علموں کو چاہیئے کہ پورے انہماک کے ساتھ اپنے اپنے کام میں مصروف رہیں اور اپنے آپ کو خدمت دین کیلئے زیادہ سے زیادہ قابل اور لائق بنائیں۔ سب کام سچی لگن اور محنت کے ساتھ سرانجام دینے پر بہت اچھے پھل لاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ آپ لوگوں کو ان سب باتوں کی توفیق دے۔ آمین۔

دعا و اختتام جلسہ آخر میں محترم صاحب صدر کی درخواست پر حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان نے دعا فرمائی اور اس طرح یہ مبارک تقریب بخوبی اختتام پذیر ہوئی۔

... طرف متوجہ کیا گیا ہے اور جس کے متعلق انشاء اللہ اسی کی توفیق سے آئندہ کسی وقت میں اپنے دوستوں کے سامنے اپنے خیالات کا اظہار کروں گا۔

(الفضل ۱۳؍۳؍۶۷)

معاشرہ میں عورت کا کردار اور اسلام

حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ مدظلہا العالی

معاشرہ افراد کے مجموعہ کا نام ہے یا یوں کہئے کہ معاشرہ عورت مرد دونوں سے تشکیل پاتا ہے۔

افراد کی اچھائی بنیادی ہے اور ان کی برائی تمام معاشرہ کو خراب کرتی ہے معاشرہ خواہ کس قدر اچھا کیوں نہ ہو؟ اگر اس کے کسی فرد میں کوئی کمی اور کوئی کمزوری ہے تو اس بات کا دھڑکا ہر وقت، ہر آن لگا رہے گا کہ وہ ایک فرد، کہیں مجموعۂ افراد کو خراب نہ کر دے۔

عورت معاشرے کا لازمی جزو ہے اگر اس لازمی جزو معاشرہ کی صحیح رنگ میں تعلیم و تربیت کی جائے تو ناممکن ہے کہ وہ اچھا آنے والی نسلوں کو ان راہوں پر گامزن نہ کرے جو ملکی اور قومی وملی ترقی و سربلندی کی طرف لے جاتی ہیں۔ کیونکہ قوم کے نونہال اس کی گود میں پرورش پاتے ہیں اور وہ قومی قیادت کی آئندہ باگ ڈور سنبھالنے کے قابل بنتے ہیں۔ لیکن معاشرے کا یہ لازمی جزو عرصہ تک معاشرہ میں عضو معطل کی طرح پڑا رہا اور آخر وہ وقت بھی آگیا جبکہ ببانگ دہل یہ تسلیم کیا جانے لگا کہ جس طرح افراد میں مرد کی تعلیم اور اس کی تربیت ضروری ہے اسی طرح عورت کی تعلیم و تربیت بھی لازمی ہے کیونکہ اس میدان کے لئے دونوں کا وجود یکساں طور پر تربیت یافتہ ہونا ضروری ہے۔

عورت کی مختلف حیثیتیں اور اسلام میں اس کا مقام

اسلام کا ظہور عورت کی حقیقی آزادی اس کے مقام اور اس کی استعداد ول کے روحانی معنوں اور مادی طور پر ظاہر ہونے کا آغاز ہے۔ چنانچہ ہم اس آئینہ میں عورت کو ہر مقام پر ارفع دیکھتے ہیں۔

ماں کی حیثیت سے، بہن کی حیثیت سے، بیٹی کی حیثیت سے اور بیوی کی حیثیت سے

پہلے ہم معاشرہ کے اس لازمی جزو یعنی عورت کو ماں کی حیثیت سے اس مقام کو دیکھتے ہیں۔ احادیث میں جملہ رشتہ داروں میں سب سے ماں کے ساتھ حسن سلوک کو سب پر مقدم رکھا گیا ہے اور اس بارے میں مسلمانوں کو بار بار تاکیدی حکم دیا گیا ہے۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔

اسلامی شریعت کے مطابق شرک، سب سے بڑا گناہ ہے جو معاف نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن اس ضمن میں ماں کے مقام کا وہ درجہ ہے کہ اس کے لئے مومنوں کو حکم ہے کہ مشرک ماں کے ساتھ حسن سلوک کرو۔

بہن اور بیٹی کی حیثیت سے بھی اسلام میں عورت کا مقام نہایت ارفع ہے۔ چنانچہ ابو سعید الخدری سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس مومن کی تین بیٹیاں ہوں یا تین بہنیں ہوں اور وہ ان سے حسن سلوک سے پیش آئے تو وہ خدا کے فضل سے ضرور جنت میں داخل ہوگا۔ گویا بہنوں سے حسن سلوک بھی مومن انسان کو جنت کا وارث بنا دیتا ہے۔

اب بیوی کے مقام کو بھی دیکھیں بیوی کے متعلق نبی اکرم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومنوں میں سے ایمان میں زیادہ کامل وہ لوگ ہیں جو اخلاق میں زیادہ اچھے ہیں۔ اور تم میں زیادہ اچھے وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے ساتھ سلوک کرنے میں زیادہ اچھے ہیں۔

تفصیلات کو الگ رکھتے ہوئے اسلام نے مرد کو عموماً سیاست اور قیام امن اور فرائض رزم گاہ کے مناصب تفویض کئے ہیں۔ یہ گویا میلہ کی ڈیوٹی ہے مگر کوئی فیلڈ ٹھیک ٹھاک اور منظم BASE کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتی اور اس BASE کا براہ راست انچارج عورت کو مقرر کیا گیا ہے جس کا کام یہ ہے کہ وہ اپنے نونہالوں کے دل و دماغ اور ان کے جسموں کو میدان کے آئندہ فرائض کے لئے تیار کرے۔

یہ ایک بہت بڑا اور ذمہ داری کا کام ہے جو عورت کے سپرد کیا گیا ہے اسی لئے لڑکیوں کی تربیت پر جنہوں نے آگے چل کر قوموں کی مائیں بننا ہے اسلام نے انتہائی زور دیا ہے

مغرب زدہ عورتیں اور معاشرہ

موجودہ دور میں مغربی اقوام کی اندھی تقلید مسلمانوں میں بھی بغاوت پیدا کر رہی ہے جو مرد و عورت کی اندرونی حدود کو توڑ کر عورت کو مرد کے دائرہ عمل میں اور مرد کو عورت کے دائرہ عمل میں داخل کرنے لگی ہے یہ میلان بلاشبہ دونوں کے لئے نقصان دہ ہے اور ... سے بڑھ کر یہ کہ پورے معاشرہ اور پوری قوم کے لئے تباہ کن ہے

مشرقی طریق وہی ہے جو اسلام سکھاتا ہے وہ ہر فریق کے حقوق اور ذمہ داریاں معین کر کے حکم دیتا ہے کہ اپنے اپنے دائرہ میں رہ کر اپنے حصہ کار کو ترقی دو لیکن جو حصہ مشترکہ نوعیت رکھتا ہے اس میں دونوں مل کر کام کرو۔

مغربی تقلید میں مصری خواتین تو اس حد تک بڑھیں کہ انہوں نے اصرار کے ساتھ مردوں کے برابر حقوق کا مطالبہ کیا۔ نہ صرف یہی بلکہ انہوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ اسلامی قوانین میں بھی ترمیم ہونی چاہیئے۔ مثلاً:-

۱- یہ کہ کوئی مرد ایک وقت میں ایک سے زیادہ شادی نہ کرے

۲- شوہر بیوی سے ہر حالت میں نرمی کا برتاؤ کرے۔

۳- عورتوں کو مالی معاملات میں آزاد ہونا چاہیئے۔

۴- عورتوں کو مردوں کی طرح اس بات کا اختیار ہو کہ جب وہ چاہیں شوہر سے خلاصی پا لیں

کاش! یہ مصری خواتین جانتیں کہ اسلام نے عورتوں کے تمام جائز مطالبات کا پہلے ہی تحفظ کر رکھا ہے۔ عورت کو اپنے مالی معاملات میں پورا اختیار ہے۔ قرآن کریم اور احادیث میں عورتوں کے ساتھ نرمی اور احترام کے سلوک کا تاکیدی حکم ہے

لیکن! اسلام کا قانون کثرت ازدواج طبی و تمدنی مصلحتوں پر مبنی ہے اور خود یورپ بھی اسی طرف مائل ہو رہا ہے۔

جہاں تک اسلام کا تعلق ہے اس نے عورت کو پوری آزادی دی ہے کہ وہ اپنی اور اپنے خاوند کی زندگی بہتر بنا سکے۔ وہ بحیثیت بیوی کے اور بحیثیت ماں کے خاندان کا سب سے زیادہ قابل احترام فرد ہے بہن کی حیثیت سے بھائی کے ساتھ ماں باپ کے ورثہ میں شریک ہے۔ نکاح میں اس کی رضامندی ضروری ہے۔ مخالف حالات میں وہ خاوند سے علیحدگی حاصل کرنے کی مجاز ہے لیکن ان سب حقوق اور آزادیوں کے باوجود اسلام نے عورت کا دائرہ عمل گھر تک محدود رکھا ہے۔ وہ اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ عورت گھر کو خیرباد کہہ کر باہر کی زندگی کو اپنا مقصد بنا لے۔

یورپ نے اسلام کے اس فطری اصول کو نہ مانا اور آج جو اس کو اس کا خمیازہ بھگتنا پڑ رہا ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ اس کی خانگی زندگی میں انتشار ہے طلاق کی کثرت ہے۔ وہ حقیقی سکون سے محروم ہے۔ دونوں میاں بیوی ایک دوسرے سے نالاں۔ ایک دوسرے سے شاکی، اور نتیجہ یہ کہ ان کی خانگی زندگی دولت و ثروت سے مطمئن نہ ہو سکی۔ اور جب کبھی ان لوگوں کو ہمارے مسلمان بہن بھائیوں سے ملنے جلنے کا اتفاق ہوتا ہے۔ وہ حسرت داریان سے بے ساختہ کہہ اٹھتے ہیں کاش! ہم لوگ بھی تمہاری طرح گھریلو زندگی بسر کر رہے ہوتے اور تمہاری طرح سکون و اطمینان کی دولت کے حامل ہوتے۔

یہ ہماری ہی غفلتوں پر پردہ پڑا ہوا ہوگا اگر ہم ان خواتین کو ان کی داخلی اور گھریلو زندگی کے متعلق یہ سمجھ لیں کہ وہ اپنی اس آزادروی کی وجہ سے خوش ہیں۔

اُن کی آزادی اور اُن کی خود مختاری۔ اور ان کی اپنی کمائی ہوئی گمراہی نے ان کو اسی زندگی میں جہنم کی آگ میں ڈال رکھا ہے۔

عورت و مرد کی تخلیق کائنات کی تکمیل ہے اسی سے دنیاوی نظام وجود میں آیا اور یہ دونوں کے باہمی تعاون کے نتیجہ میں ہے۔

اس نے دنیا کو بنایا ہے اور انسانوں کی فضیلت فرشتوں سے منوائی ہے اگر یہ باہمی تعاون کی روح مفقود ہو جائے تو ہم ایک قدم بھی نہیں اُٹھا سکتے۔

اسی تعاون کو ممکن بنانے کے لئے اسلامی شریعت نے مرد اور عورت کے کندھوں پر انفرادی طور پر اور مجموعی طور پر ذمہ داریاں ڈالی ہیں۔ اور ایک دوسرے کے حقوق کا نگران بنایا ہے۔ کلام الٰہی ان اشتراک اور باہمی حقوق کو نہایت لطیف پیرایہ میں بیان کرتا ہے۔ فرمایا ھُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّھُنَّ یعنی تم دونوں ایک دوسرے کے لئے لباس کی حیثیت رکھتے ہو جو حفاظت کرتا ہے اور عیوب کو ڈھانپتا ہے۔

مغرب کی آزادی اور بے روح تعلیم نے ایک طرف مرد کو خود فراموش کر دیا تو دوسری طرف نام نہاد ترقی یافتہ عورت کو بے راہ رو بنا دیا۔

اسلام ہی وہ مذہب ہے جس نے سب سے پہلے عورت کو آزادی دی۔ اس کے حقوق کی نگہداشت کی۔ اس کو احترام کا مرکز بنایا اس کی اقتصادی اور مالی خود مختاری کو تسلیم کر کے اس کو مرد کے دوش بدوش کھڑا کر دیا لیکن ساتھ ہی ساتھ دونوں کے فرائض کی تشریح کر کے فطری تفاوت کی بنا پر حدود قائم کر دیں۔

اسلام نے مردوں کی طرح عورتوں کی تعلیم کو بھی ضروری قرار دیا لیکن تعلیم کے ساتھ تربیت پر خاص زور دیا ہے۔

عورت کی تربیت میں بنیادی چیز شرم و حیا عفت و عزت کا احساس پیدا کرنا ہے اگر خاوند بگڑ جائے تو بیوی گھر سنبھال لیتی ہے اگر بیوی بے راہ ہو جائے تو سارے کا سارا گھر تباہ ہو جاتا ہے۔ چونکہ خانگی زندگی کی بنیاد عورت ہے اور جب تک بنیاد مستحکم نہ ہو اس پر کوئی پائیدار عمارت نہیں بن سکتی۔ اس لئے اسلام نے عورت کے دائرہ عمل کی حدود مقرر کر دی ہیں۔

ان حدود کے اندر رہ کر جو اس کی عزت و حفاظت کے لئے اور معاشرت میں اس کے مقام کو بلند کرنے کے لئے مقرر کر دی گئی ہیں مسلمان عورت ہر طرح کی آزادی سے متمتع ہو سکتی ہے۔

اسلامی شریعت نے خاوند کے ذمہ کسب معاش کا فرض عائد کر دیا ہے اور بیوی کو گھر کا نگران مقرر کیا۔

عورت کا سب سے بڑا منصب اپنے گھر کو چلانا۔ خاوند اور بچوں کا خیال رکھنا ہے نافع عورت رحمت ہے۔ اس کے طفیل سارا گھر برکت سے بھر جاتا ہے اور پورے کنبے کی زندگی سدھر جاتی ہے۔ جیسے فرمایا:

خیر متاع الدنیا
المرأة الصالحة

ایک حدیث میں جو عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور خاوند اپنے گھر والوں کا نگران ہے۔ بیوی اپنے خاوند کے گھر اور اس کے بچوں کی نگران ہے۔ امیر اپنی امارت کا نگران ہے اور ہر ایک تم میں سے اپنی رعیت کا نگران ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے متعلق باز پرس کی جائے گی۔

صحابیات کا شاندار کردار
اور زریں کارنامے

قرون اولیٰ کی خواتین بھی ہماری ہم جنس ہیں۔ بے نفس نگرم کے بہت ارفع و اعلیٰ ان کے اعلیٰ قسم کے کارنامے پڑھ کر ایک وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور اپنا موازنہ ان سے کر کے ہم عرق انفعال میں ڈوب کر رہ جاتے ہیں۔

ادنیٰ اور معمولی باتوں پر ہم اختلاف کی بنیاد قائم کر دیتی ہیں۔ قربانیاں تو ایک الگ سوال ہے۔ قرون اولیٰ کی صحابیات وہ تھیں کہ وہ بڑے بڑے رشتوں کو اپنی حسن کارکردگی سے جذبہ سے ٹھکرا دیا کرتیں اور ایسی قربانیاں کرتیں جن کی مثال ڈھونڈنے سے نہیں ملتی۔ دو چار مختصر سی مثالیں پیش کی جاتی ہیں:-

(۱) ایک مسلمان اپنے باغ کی تعمیر کرنا چاہتا تھا مگر اس کی راہ میں اس کے پڑوسی کا ایک درخت آ جاتا تھا جس سے دیوار میں کجی آتی تھی۔ اس مسلمان نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اس معاملہ میں مدد کی درخواست کی۔ اس پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اس پڑوسی کو فرمایا۔ اگر تم وہ درخت اس شخص کو دے دو جس کی دیوار میں نقص پیدا ہونے کا احتمال ہے تو خدا تعالیٰ اس کو اس کے عوض میں جنت اس پر واجب کر دے گا۔ مگر وہ شخص اس پر راضی نہ ہوا۔

ایک اور نوجوان صحابی حضرت ثابتؓ کو جب حضورؐ کے اس فرمان کا علم ہوا تو آپ نے خود آگے بڑھ کر اس شخص کو اس ایک درخت کی بجائے اپنا پورا باغ پیش کر دیا جس سے مصالحت کی صورت پیدا ہو گئی اور مدد کی درخواست کرنے والے کی دیوار اس کی منشاء کے مطابق بن گئی۔

اس کے بعد حضرت ثابت رضی اللہ عنہ اپنی بیوی کے پاس باغ میں پہنچے اور یہ تمام واقعہ سنا کر بیوی کو کہا کہ اب یہاں سے نکلو کیونکہ میں نے جنت کے صلہ میں اپنا باغ فلاں کو دے دیا ہے۔

آپؓ کی بیوی کا ایثار ملاحظہ ہو کہ انہوں نے اس پر نہایت خوشنودی کا اظہار کیا اور کہا کہ یہ سودا نہایت نفع مند ہے اور میں اس کے لئے اقرار کیا چاہیئے۔ حالانکہ عورت کی حیثیت سے جسے دنیاوی مال و منال سے زیادہ چاہت ہوتی ہے وہ کیا کچھ نہ کہہ سکتی تھیں؟

(۲) پھر جنگ احد کا ایمان افروز واقعہ ہمارے سامنے ہے اس جنگ میں جب دشمنان دین نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی خبر پھیلا دی تو اسلامی لشکر میں حضورؐ کی محبت و فدائیت کی وجہ سے انتہائی گھبراہٹ پیدا ہو گئی۔

ایک انصاری خاتون جس کا باپ جس کا بھائی۔ اور جس کا خاوند تینوں اس جنگ میں شہادت کا جام پی چکے تھے وہ گھبراہٹ اور دیوانگی کے عالم میں تمام لشکر میں بھاگی پھر رہی تھیں کہ کوئی انہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خیریت کی خبر سنا دے اور اس منحوس خبر کو غلط قرار دے دے۔ اسی دوران اس انصاری خاتون کو ایک شخص احد کے میدان سے آتے ہوئے دکھائی دیئے تو اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خیریت کی خبر پوچھی۔ انہوں نے جواباً کہا کہ اے خاتون تمہارا باپ شہید ہو گیا۔ اس کے بعد اس خاتون نے پھر وہی سوال کیا جس کے جواب میں ان کو پھر بتایا گیا کہ اے عورت تمہارا بھائی شہید ہو گیا ہے لیکن انصاری خاتون نے گھبرا کر پھر تیسری دفعہ سوال کیا۔ اس پر ان کو یہ جواب ملا کہ اے خاتون تمہارا خاوند بھی اس جنگ میں شہید ہو گیا۔ لیکن جوابات سے قطعاً بے پرواہ ہو کر اس خاتون نے چوتھی مرتبہ تڑپتے ہوئے پھر آنحضرتؐ کی خیریت پوچھی اس پر اسے جواب ملا کہ ہاں للہ الحمد تعالیٰ نبی اکرم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم بالکل بخیریت ہیں اور یہ افواہ دشمنان اسلام کی پھیلائی ہوئی ہے اس پر خاتون کے منہ سے بے ساختہ الحمدللہ نکلا۔ اور کہا کہ اگر حضور صلے اللہ علیہ وسلم زندہ و سلامت ہیں تو پھر اس کے لئے تمام مصائب ہیچ ہیں۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ رضؓ کا اس قسم کا اخلاص اور فدائیت دیکھ کر ایک عیسائی مورخ یہ کہے بغیر نہ رہ سکا۔

عیسائیو! یہ بات کبھی نہ بھولو
کہ محمد کے ساتھیوں نے وہ درجہ
دین کا آپ کے پیروکاروں
میں پیدا کر دیا تھا جس کو حضرت
مسیح کے حواریوں میں تلاش
کرنا بے سود ہے۔۔۔۔۔۔
[illegible]۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
۔۔۔۔۔۔۔۔ کیونکہ جب
مسیح کو یہود صلیب پر لٹکانے
لگے تو ان کے پیرو بھاگ گئے
اور ان کا نشہ دینی جاتا رہا اور
وہ لوگ اپنے مقتدا کو موت
کے پنجہ میں گرفتار چھوڑ کر
چل دیئے۔ اور برعکس اس
کے محمد مصطفےٰ صلعم کے پیروکار
اپنے مظلوم پیغمبر کے گرد آ گئے
اور اپنی جانیں خطرہ میں ڈال کر
کل دشمن پر آپ کو غالب کر دیا۔

(۳) ایک مرتبہ ایک مہمان دربار نبویؐ میں آیا اور اس وقت کے لحاظ سے ایک آدمی کی مہمان نوازی بھی بڑی مشکل تھی۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو اس کی تحریک فرمائی اس پر ابو طلحہ رضی اللہ عنہ اس مہمان کو اپنے گھر لے گئے اور اس وقت ان کے گھر کا یہ حال تھا کہ جو کھانا اس وقت موجود تھا وہ ان کے بچوں کے لئے بھی پورے طرح پیٹ بھرنے کے لئے کافی نہ تھا آپ نے بیوی کو کہا کہ زیادہ فکر تو بچوں کا ہے ان کو بہلا کر سلا دیا جائے۔ یہ مرحلہ تو طے ہو جائے گا ایک دوسری مشکل اور ہے اور وہ یہ کہ وقت کے دستور کے مطابق میزبان کا مہمان کے ساتھ کھانا کھانا بھی ضروری ہے اور مہمان یقیناً اس پر اصرار کرے گا۔ بیوی نے موقع کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے اس مشکل کو اس طرح حل کر دیا کہ کھانا مہمان کے سامنے رکھتے ہوئے چراغ ٹھیک کرنے کے بہانے اُسے گل کر دیا اور وہ اندھیرے میں اپنے مہمان کے ساتھ یونہی کھانا کھانے کا اظہار خالی مچاکے مار کر کرتے رہے۔ یہاں تک کہ اس طریق پر مہمان نے خوب پیٹ بھر کر کھانا کھا لیا۔

اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ ادا اس قدر پسند آئی کہ وحی کے ذریعہ نبی اکرم کو یہ سب واقعہ روشن کر دیا۔ حضور صلعم نے حضرت طلحہ رضؓ کو بلایا اور استفسار فرمایا۔ حضرت طلحہ رضؓ نے جو کچھ امر واقعہ تھا سب بتایا۔ آپؐ نے فرمایا جو کچھ تم نے کیا اس پر عرش پر خدا تعالیٰ ہنسا اور اس نے تم ہی میں جنت لکھ دی۔

دیکھئے! کہ یہ مہمان نوازی کس قدر مشکل اور قربانی طلب تھی۔ خاص طور پر اُس ماں کے لئے جس نے اپنے جگر گوشوں کو بھوکا سلا دیا اس لئے کہ مہمان بھوکا نہ رہے اور وہ سیر ہو کر کھا لے۔

درخواست دعا

خاکسار عرصہ سے بیمار ہے۔ جگر میں گرمی اور معدہ اور گردہ کی تکلیف ہے ہر چند علاج معالجہ کیا۔ جس قدر مالی طاقت تھی صحت کی بحالی کے لئے مختلف ڈاکٹروں سے علاج کرایا۔ اب تنگدستی بھی اور بیماریوں میں افاقہ بھی نہیں۔ ہو۔ اس لئے تمام احباب جماعت سے نہایت عجز اور انکسار کے ساتھ دعا کی درخواست کرتا ہوں۔ازراہ کرم میرے حق میں دعا فرمائیں۔ خدا تعالیٰ اپنے فضل سے مجھے ان تکلیف دہ امراض سے کامل شفا بخشے اور میری پریشانیوں کو دور فرمائے۔ سوائے اس کی ذات کے اب میرا کوئی سہارا نہیں۔۔

اُبوّتِ خدا اور ابنیّتِ مسیحؑ پر ایک نظر

کلمۃ اللہ و روح اللہ کے بارہ میں قرآن کریم کی طرف سے انجیل کی تصدیق کی حقیقت

پادری برکت اللہ صاحب کے دعویٰ اور دلائل کا جائزہ

از مکرم مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی نائب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

مسیحی پادریوں نے مسلمانوں کو ان کے مذہب سے برگشتہ کرنے اور اپنے مکروہ مذہب سے ان پر مسیحی خیالات کی برتری ظاہر کرنے کے لئے اب ایک اور پہلو اختیار کیا ہے۔ مسلم عوام کے سامنے یہ لوگ قرآن کریم کی آیات پیش کرتے ہیں۔ ان کے معانی اور مطالب اس انداز سے بیان کرتے ہیں کہ ناواقف انسان کا دھوکہ میں آ جانا کچھ بعید نہیں۔ ایسے مکر و فریب کا واضح نمونہ پادری برکت اللہ صاحب کی طرف سے لکھے گئے ایک ٹریکٹ موسومہ "ابوت خدا اور ابنیت مسیح" میں ملتا ہے۔ اس وقت ہم اس ٹریکٹ میں مندرج بعض دلائل کا جائزہ لینا چاہتے ہیں۔

پادری برکت اللہ صاحب ایم۔اے اپنے کتابچہ "ابوت خدا اور ابنیت مسیح" میں لکھتے ہیں:-

"اگرچہ قرآن انجیلی اصطلاح ابن اللہ سے گریز کرتا ہے لیکن وہ کسی مقام میں بھی اس اصطلاح کے اصلی اور حقیقی مفہوم کی مخالفت نہیں کرتا جو انجیل جلیل میں پایا جاتا ہے۔" (صفحہ ۲۴)

پھر لکھتے ہیں کہ

"حق تو یہ ہے کہ اس کو اس کی انجیلی مفہوم ربوبیت پر ... ناقل) پر اعتراض کرنے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی کیونکہ وہ بار بار اعتراف کرتا ہے کہ وہ انجیل جلیل کا مصدق ہے۔"

اس کے بعد وہ قرآن کریم کی آیت وقالت الیھود والنصاریٰ نحن ابناء اللہ واحباؤہ قل فلم یعذبکم بذنوبکم بل انتم بشر ممن خلق یغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء وللہ ملک السموٰت والارض وما بینھما والیہ المصیر پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس مقام میں قرآن مسیحی اصطلاح "خدا کے بیٹے" کے اصل مفہوم پر اعتراض نہیں کرتا۔ اور نہ یہ دلیل لاتا ہے کہ خدا کی اولاد کیسے ہوگی اس کی تو بیوی ہی نہیں۔ وہ اس مقام پر اس مفہوم کی صداقت کا نہ انکار کرتا ہے اور نہ اس کی مذمت کرتا ہے۔ اس مقام میں قرآن شریف بھی انجیل جلیل کی طرح یہود و نصاریٰ کو ان کی بزرگی کا صحیح مفہوم بتلا کر ان کو کہتا ہے کہ تم خدا کے بیٹے اور اس کے برگزیدہ تو ہو لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ تم اس کے منظور نظر ہو۔" (صفحہ ۲۵ و ۲۶)

مگر پادری صاحب نے قرآن کریم کے جواب کو نظر انداز کر کے یہ استدلال کیا ہے۔ قرآن کریم نے تو یہ کہہ کر کہ اگر خدا کے بیٹے اور پیارے ہو تو تم کو عذاب کیوں دیتا ہے ان کے بیٹے اور پیارے ہونے کی نفی کر دی ہے۔ اس کے بعد پادری صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ قرآن انجیل جلیل میں حضرت مسیح علیہ السلام کے بیان کردہ تعلق و رشتہ کی تصدیق کرتا ہے۔ انجیل کہتی ہے کہ حضرت مسیح خدا کا اکلوتا بیٹا ہے اور سب سے زیادہ پیارا ہے وہ نور سے نور اور حقیقی میں سے حقیقی ہے خدا میں اور مسیح میں جو تعلق ہے اس میں کوئی مخلوق اس کا ہمسر اور برابر نہیں۔ وہ تعلق لاثانی و بے عدیل رکھتا ہے وہ محبوب ربانی ہے۔ حضرت مسیح دیگر انسانوں کی مانند خدا کے فرزند نہیں اور نہ آپ ان کے ساتھ ایک ہی زمرہ اور گروہ میں شامل ہیں۔ بلکہ آپ انجیلی اصطلاح میں ابن وحید اور خدا کے اکلوتے بیٹے ہیں اور آپ کا شمار دیگر ایساندار دل کی قطار میں نہیں۔" (صفحہ ۴۵)

اس کے ثبوت میں وہ کہتے ہیں کہ انجیل میں لکھا ہے کہ

"ابتدا میں کلمہ تھا اور کلمہ خدا کے ساتھ تھا اور کلمہ خدا تھا اور سب موجودات کلمہ کے ذریعہ پیدا ہوئی اس میں زندگی تھی اور وہ زندگی بنی نوع انسان کا نور تھا کلمہ مجسم ہوا۔"

انجیل کے اس حوالہ کو پیش کر کے پادری صاحب موصوف نے لکھا ہے کہ قرآن کریم نے انجیل کے اس بیان کی تصدیق کی ہے اور حضرت مسیحؑ کو کلمۃ اللہ قرار دیا ہے چنانچہ وہ اس کے ثبوت میں لکھتے ہیں کہ

"قرآن میں بھی آیا ہے یا مریم ان اللہ یبشرک بکلمۃ منہ یعنی اے مریم اللہ تجھ کو اپنے کلمہ کی بشارت دیتا ہے سورۃ آل عمران ۴۔ پھر سورۃ نساء میں وارد ہوا ہے انما المسیح عیسیٰ بن مریم رسول اللہ وکلمتہ القاھا الیٰ مریم وروح منہ یعنی تحقیق مسیح ابن مریم اللہ کا رسول ہے اور اس کا کلمہ ہے جو مریم کی طرف ڈال دیا اور وہ اللہ کا روح ہے۔ آیت ۱۶۹۔ ہر دو آیات میں حضرت مسیحؑ کو کلمۃ اللہ یعنی خدا کا روح (روح القدس) کہا گیا ہے قرآن مجید میں ابن مریم کے سوا کسی دوسرے انسان یا نبی کے لئے الفاظ کلمۃ منہ اور روح منہ وارد نہیں ہوئے۔ کیونکہ نوع انسان (جو کلمہ کے ذریعہ وجود میں آئی) مخلوق ہے اور غیر اللہ ہے لیکن ہر دو آیات بالا میں لفظ منہ آیا ہے جو اضافت تجنیسی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت کلمۃ اللہ و روح اللہ مسیح عیسیٰ ابن مریم اسی جنس سے تعلق رکھتے ہیں جس جنس کا اللہ ہے بالفاظ دیگر اللہ اور کلمۃ اللہ دونوں ایک ہی جنس کے ہیں اور ایک ہی جنس سے نسبت رکھتے ہیں یہ اضافت اور نسبت غیر اللہ اور مخلوق انسان یا موجودات میں سے کسی شئے کے لئے استعمال نہیں ہو سکتی اور نہ ہوئی ہے ...... کتب سماوی سے ثابت ہے کہ جو کلمہ مجسم ہوا وہ ازلی ہے اور اس کی خاصیت خدا کی ذات میں سے ہے اور اس کا جوہر خدا کے جوہر میں سے ہے۔" (صفحہ ۵۵۔۵۶)

اس بارہ میں پادری برکت اللہ صاحب چیلنج دیتے ہوئے لکھا ہے کہ

"تمام قرآن کو تلاش کر کے دیکھ لو ابن مریم کے سوا کسی دوسرے انسان یا نبی کے لئے "کلمۃ منہ" اور "روح منہ" وارد نہیں ہوئے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نوع انسان مخلوق ہے اور غیر اللہ ہے ان دونوں آیتوں میں لفظ منہ آیا ہے جو اضافت تجنیسی ہے یعنی حضرت کلمۃ اللہ و روح اللہ مسیح عیسیٰ ابن مریم اسی جنس سے ہیں جس جنس کا اللہ ہے بالفاظ دیگر اللہ اور مسیح ابن مریم ایک ہی جنس کے ہیں اور ایک ہی واحد جنس سے نسبت رکھتے ہیں اور قرآن میں یہ اضافت اور نسبت غیر اللہ اور مخلوق انسان یا شئے کے لئے استعمال نہیں ہوئی اور نہ ہو سکتی ہے ...... یہ اضافت تجنیسی سے ثابت ہے کہ وحی الٰہی کا مطلب یہ ہے کہ اللہ اور روح اللہ ایک واحد ہستی اور جنس کے دو مختلف نام ہیں۔" (مسیح کی شان ص)

گویا پادری صاحب موصوف کا یہ دعویٰ ہے کہ انجیل و قرآن کریم دونوں کے نزدیک خدا اور مسیح ایک ہی وجود ہیں۔ یہ کتنا بڑا دعویٰ ہے جو پادری صاحب نے کیا ہے ان کو نامعلوم یہ کیا ہو گیا ہے کہ وہ ایک بات کی دھن میں بلا سوچے سمجھے دعوے کرتے جاتے ہیں۔ انہوں نے یہاں بھی سخت ٹھوکر کھائی ہے انہوں نے نہ تو عہد جدید کو سمجھا ہے اور نہ قرآن کریم کو۔ ان کی یہ مذکورہ بات عہد جدید اور قرآن کریم ہر دو کے خلاف ہے اور ان ہر دو سے ان کی ناواقفی کی دلیل ہے یا تعصب کی علامت ہے کیونکہ دونوں نے ان الفاظ کو اسی نسبت و اضافت کے ساتھ حضرت مسیح کے علاوہ دوسروں کے لئے بھی استعمال کیا ہے چنانچہ قرآن کریم میں بنی نوع انسان کے لئے وارد ہوا ہے کہ

ثم سوّٰہ ونفخ فیہ من روحہ (سجدہ ع۱)

کہ ہر انسان کو مکمل طاقتیں خدا نے دی ہیں اور اس میں اپنی روح ڈالی ہے۔ گویا ہر انسان کو خدا کی روح قرار دیا ہے۔ اسی طرح ایک اور جگہ فرمایا ہے:-

فاذا سوّیتہ ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہ ساجدین (حجر ع۳)

کہ جب میں اس بشر میں اپنی روح ڈال دوں تو تم اس کی اطاعت میں لگ جاؤ۔ اس میں بھی حضرت مسیحؑ کے علاوہ دوسرے کے لئے خدا کی روح کا لفظ بولا گیا ہے۔ پادری برکت اللہ صاحب نے اپنے ایک دوسرے کتابچہ "مسیحؑ کی شان" صفحہ ۱۴ میں اس آیت کو نقل کیا ہے۔ مگر اس کا ترجمہ یا مطلب یہ لکھ کر کہ "آدم جاندار انسان بن گیا" اصل حقیقت کو پردہ میں چھپا دیا ہے۔ افسوس صد افسوس۔

پس ان ہر دو آیات میں روح کا لفظ استعمال ہوا ہے اور اسی ترکیب اور اضافت کے ساتھ

ہوا ہے جس کے ساتھ حضرت مسیحؑ کے لئے ہوا ہے یعنی انسان اور بشر اور آدم کو بھی خدا تسلیم کرنا چاہیئے ایسا ہی کلمہ کا لفظ حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ خدا تعالےٰ کے بہت سے کلمات ہیں اس قدر کہ کبھی ختم نہیں ہو سکتے۔ پس اگر کلمہ کا لفظ حضرت مسیحؑ کی خدائی کی دلیل قرار دیا جا سکتا ہے تو عیسائی بھائیوں کو چاہیئے کہ وہ جملہ کلمات اللہ کو بھی خدا تسلیم کریں۔ فرماتا ہے۔ ولو انّ ما فی الارض من شجرۃ اقلام والبحر یمدّہ من بعدہ سبعۃ ابحر ما نفدت کلمات اللہ (لقمان ۲۸) کہ خدا کے اس قدر کلمات ہیں کہ اگر کئی سمندر سیاہی اور سارے درخت قلمیں بن کر ان کو لکھنا چاہیں تو بھی وہ ختم نہ ہوں۔

پھر فرمایا:۔

قل لو کان البحر مدادًا
لکلمات ربّی لنفد البحر
قبل ان تنفد کلمات
ربّی ولو جئنا بمثلہ مددًا
(کہف ۱۱۰)

اسی طرح حضرت مریم کے متعلق فرمایا:۔

وصدّقت بکلمات ربّھا

ان آیات میں لفظ کلمۃ کی خدا سے وہی نسبت و اضافت موجود ہے جس کا ذکر پادری صاحب موصوف نے کیا ہے حضرت مریم نے نہ صرف ایک کلمہ کی تصدیق کی بلکہ اس نے جملہ کلمات اللہ کو مانا۔ پس پادری برکت اللہ کا قرآنی آیات سے استدلال حضرت مسیح علیہ السلام کی خدائی کے لئے سراسر باطل اور ناجائز ہے ان کا اسی قسم کی دوسری آیات کو ترک کر دینا اخفاء حق کی بدترین مثال ہے

پس کلمۃ اور روح کا لفظ حضرت مسیح علیہ السلام کے لئے خاص نہیں کہ وہ انہیں خدا کا کلمہ اور اس کی روح قرار دے کر یہ استدلال کریں کہ وہ خدا تعالےٰ کی جنس میں سے ہیں اور دونوں کا جوہر ایک ہے اور وہ حقیقی خدا ہیں حقیقی خدا ہیں۔ اگر ان کا یہ استدلال درست ہے تو پھر دوسری آیات کے ذریعہ سے ہر انسان اور بشر اور آدم علیہ السلام کو بھی خدا کی روح قرار دے کر حقیقی خدا قرار دینا پڑے گا اور یہ بات پادری صاحب موصوف کے لئے سخت گراں ہے جس کے ماننے کے لئے بھی وہ قطعاً تیار نہ ہوں گے قرآن کریم کے نزدیک چونکہ بے شمار کلمات اللہ اور ارواح اللہ ہیں اس لئے اس نے حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق عیسائیوں کے خدائی کے دعوے کے ابطال و تردید کے لئے ان کا کلمۃ اللہ و روح اللہ ہونا پیش کر کے بتایا ہے کہ وہ کوئی انوکھے کلمہ و روح نہیں بلکہ وہ خدا تعالےٰ کے بے شمار کلمات اور ارواح میں سے ایک ہیں۔ وہ خدا کس طرح ہو سکتے ہیں وہ تو اس کی مخلوق اور مملوک ہیں مگر یہ پادری صاحب کا کمال ہے کہ انہوں نے قرآن کریم کی اس تردید و ابطال الوہیت مسیح کو الٹا کر ان کی الوہیت کو دلیل بنا لیا ہے۔ رائل ایشیاٹک سوسائیٹی لنڈن کو چاہیئے کہ وہ ان کو اس سنہری کارنامہ پر ان کو کوئی اچھا سا سنہری تمغہ اور خطاب عطا فرما کر ان کی حوصلہ افزائی فرمایئے۔ ضروری ہے کہ ہم ناظرین کرام کو دکھائیں کہ پادری صاحب موصوف کے عہد جدید میں قرآن کریم کی طرح یہ روح کا لفظ اسی اضافت اور نسبت کے ساتھ غیر اللہ کے لئے استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیحؑ کا ایک حواری اپنے متعلق کہتا ہے کہ

"خدا کا روح مجھ میں بھی ہے"
(کرنتھیوں صفحہ ۷:۴۰)

"خدا کا روح اور پھر "بھی" کے الفاظ پر غور کیجئے وہ یہ بتاتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام میں جس طرح خدا کا روح تھا اسی طرح میرے اندر بھی خدا کا روح ہے صرف حضرت مسیحؑ ہی خدا کے روح نہ تھے۔ بلکہ وہ تو دوسروں کے متعلق بھی کہتا ہے کہ

"کیا تم نہیں جانتے کہ تم خدا کا مقدس ہو اور خدا کا روح تم میں بسا ہوا ہے"۔
(۱ کرنتھیوں ۳:۱۶)

کیا پادری صاحب ان سب کو بھی خدا میں سے خدا قرار دے کر تثلیث پر خط تنسیخ کھینچنے کے لئے تیار ہیں اگر نہیں تو پادری صاحب کو خدا کا خوف کرنا چاہیئے کہ وہ اس کو کیا جواب دیں گے۔ وہ حضرت مسیح علیہ السلام کو کیسے منہ دکھائیں گے وہ خدا کی باتوں کو کھیل بنا رہے ہیں۔ وہ ان سے تمسخر کر رہے ہیں۔ کیا ہم اس بات کی ان سے توقع کر سکتے ہیں کہ وہ اپنی اس مذکورہ غلط بیانی سے رجوع کریں گے (دیدہ باید۔ ربانی)

بدر

کی اعانت فرما کر آپ اپنے قومی ادارہ کی تقویت کا باعث بنیں اور ثواب حاصل کریں۔

مالی سال کا آخر

عہدیداران کرام اور احباب جماعت فوری توجہ فرمائیں

صدر انجمن احمدیہ قادیان کا موجودہ مالی سال ۳۰ اپریل کو ختم ہو رہا ہے جس میں اب صرف قریباً بیس یوم باقی رہ گئے ہیں۔

جماعتوں کے بجٹ لازمی چندہ جات اور اُس کے مقابل پر جماعتوں کی طرف سے عرصہ گیارہ ماہ میں جو وصولی ہوئی ہے اُس کا جائزہ لینے سے یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ ابھی متعدد جماعتیں ایسی ہیں جن کی وصولی لازمی چندہ جات بجٹ کے مطابق نہیں ہوئی اور بعض جماعتوں کی طرف سے وصولی یا صفر ہے یا بہت کمی ہے اور کئی جماعتیں ایسی بھی ہیں جن کی وصولی بجٹ کے مقابلہ پر تناسب کے لحاظ سے کم ہوتی ہے۔

دوران سال میں عہدیداران مال کو ہر ماہ جماعتوں کے نسبتی بجٹ وصولی اور بقایا کی پوزیشن سے آگاہ کیا جاتا رہا ہے اور دیگر تحریکات کے ذریعہ بھی متواتر توجہ دلائی جاتی رہی ہے۔ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سالانہ اخراجات کی بنیاد جماعتوں کی طرف سے متوقع چندہ جات کی آمد پر رکھی جاتی ہے اور سلسلہ کی ضروریات کے تحت قرض لے کر بھی اخراجات کو جاری رکھنا پڑتا ہے اس امید پر کہ آخر مالی سال تک جماعتیں اپنے ذمہ کے واجبات ادا کر دیں گی۔ لیکن جو جماعتیں اپنے مالی فرض کو صد فی صدی ادا کرنے سے کوتاہی اختیار کرتی ہیں اُن کی وجہ سے جو غیر معمولی زیر باری اور مشکلات کی صورت پیش آتی ہے اس کا اندازہ لگانا چنداں مشکل نہیں۔ خصوصاً تقسیم ملک کے بعد ہمارے ذرائع آمد محدود ہو جانے کے باعث مرکز قادیان جس دور میں سے گزر رہا ہے اس میں احباب جماعت کی اپنے مالی فرائض سے غیر معمولی عدم توجہ بھی غیر معمولی اور ناقابل تلافی نقصان اور مشکلات کا باعث بن سکتی ہے۔

اس سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ تعالےٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:۔

"جو شخص خدا کے دین کی خدمت کے لئے کچھ دیتا ہے وہ خدا تعالےٰ سے سودا کرتا ہے اور اس سودے کو پورا نہ کرنے کی وجہ سے خدا کے نزدیک جوابدہ ہے اور جس قدر کمی رہتی ہے وہ اُس کے نام لکھا جاتا ہے۔

نیز فرمایا:۔

"یاد رکھو مجھے روپیہ کی ضرورت نہیں میں اپنے لئے تم سے کچھ نہیں مانگتا میں خدا تعالےٰ کے لئے اور اُس کے دین کی اشاعت کے لئے مانگ رہا ہوں اگر تم چندہ میں حصہ نہیں لو گے تو خدا خود اپنے دین کی ترقی کا سامان کر دے گا مگر میں اس سے ڈرتا ہوں کہ تم دین کی ترقی میں حصہ نہ لے کر گنہگار نہ بن جاؤ۔

پس میں نصیحت کرتا ہوں کہ تم اس موقعہ کو غنیمت سمجھو اور خدمت اسلام کے لئے اپنے مالوں کو قربان کر دو جو شخص تکلیف اٹھا کر اس خدمت میں حصہ لے گا میں اُس کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ دعا کر چکے ہیں کہ اے خدا! جو شخص تیرے دین کی خدمت میں حصہ لے تو اُس پر اپنے فضلوں کی بارش نازل کر اور آفات و مصائب سے اسے محفوظ رکھ"۔

پس وہ شخص جو اس میں حصہ لے گا اُسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں سے بھی حصہ ملے گا اور میری دعاؤں سے بھی"۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے جملہ احباب جماعت کو مالی قربانی کے میدان میں اپنا قدم آگے بڑھانے کی سعادت بخشے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

درخواست دعا میرے والد صاحب بعمر ۸۴ سال تقریباً پچھلے دو ماہ سے بیمار ہیں۔ ان کو درد گردہ کی شکایت ہے۔ احباب سے درخواست ہے کہ ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعائیں کریں۔ خدا تعالےٰ ان کو صحت کے ساتھ درازیٔ عمر عطا فرمائے۔ آمین۔ شکریہ خاکسار نصرت احمد از میرٹھ۔

مُردہ بدست زندہ سنتے تھے مگر زندوں کو بھی بدست مُردہ دیکھا

از مکرم مولوی محمد عمر صاحب مولوی فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم حیدرآباد دکن

سرزمین دکن کے ایک عارف باللہ اور جلیل القدر صوفی و مبلغ اسلام حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ کی آخری آرامگاہ جو گلبرگہ (میسور سٹیٹ) میں واقع ہے کی زیارت کرنے کا موقعہ خاکسار کو پچھلے سال ہوا۔

حضرت خواجہ رح صاحب موصوف غالباً ۸۰۳ھ میں یا اس سے کچھ قبل گلبرگہ میں تشریف لائے اور مستقل رہائش اختیار فرمائی۔ یہاں آپ تقریباً ۲۲ سال تالیف و تصنیف، ارشاد و تلقین اصلاح خلق اور تبلیغ اسلام میں مصروف رہے اور ۱۶ر ذی القعدہ ۸۲۵ھ کو ایک سو چار سال کی عمر میں واصل باللہ ہوئے۔ آپ کی درگاہ کو یوں دکن میں بہت بڑی شہرت حاصل ہے ہر سال میں ایک دفعہ نہایت وسیع پیمانہ پر اس جگہ عرس ہوا کرتا ہے۔ جس میں شرکت کی خاطر ہندوستان کے مختلف علاقوں سے ہزاروں کی تعداد میں معتقدین آتے ہیں۔

خاکسار وہاں کے ایک احمدی دوست کے ساتھ اس عظیم الشان عمارت میں گیا۔ جس میں حضرت مرحوم مغفور رح کا مزار مبارک واقع ہے۔ اس عمارت کے اندر گئے تو ایک عجیب نظارہ دیکھا جس سے میں بہت حیران و پریشان رہا۔ اور دل میں ایک ناقابل بیان گھٹن محسوس کرنے لگا۔ اس عمارت کے اندر کئی مزار اور قبریں ہیں جو حضرت خواجہ صاحب موصوف کے رشتہ داروں اور خاص مریدوں کے بتائے جاتے ہیں۔ الغرض ہر ایک مزار اور قبر پر لوگ باقاعدہ سجدے کر رہے اور ان کا طواف کر رہے ہیں۔ ان سجدہ ریزوں اور طواف کرنے والوں میں ہندو مسلمان کا کوئی فرق اور امتیاز نہیں۔ میں اس تکلیف دہ نظارہ کو دیکھ کر دل ہی دل میں لرزاں و ترساں تھا کہ صاحب ریش اور بظاہر سنجیدہ اور باوقار آدمی نظر آئے۔ میں نے دیکھا کہ وہ نہایت مسکین صورت بنا کر ہر قبر پر جا کر باقاعدگی سے پہلے طواف کرتے پھر سجدے۔ بار بار کی یہ حرکت دیکھ کر مجھ سے رہا نہ گیا۔ میں اُن کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ جب وہ سجدوں اور طوافوں سے فارغ ہوئے تو میں نے اُن سے پوچھا کہ "جناب یہ سجدے جو آپ ان تمام قبروں پر فرما رہے تھے کیا یہ خدا اور اُس کے رسول کے فرمان کے مطابق ہیں؟ جبکہ قرآن کریم اور رسول مقبول صلعم نے صاف اور صریح طور پر غیر اللہ کے آگے سجدے کرنے سے منع فرمایا تھا تو کہنے لگے کہ ہاں منع فرمایا تھا لیکن لوگ ان بزرگوں کے مقبروں پر سجدہ کرتے ہیں۔ اس لئے میں بھی ان کی تقلید میں کر لیتا ہوں۔ ساتھ ہی کہنے لگے کہ "چند سال قبل مجھے حج کرنے کا موقعہ ملا تھا۔ وہاں کا یہ حال ہے کہ کسی بھی قبر پر سجدہ کے لئے جھکنے کی دیر ہوتی ہے کہ پیچھے سے پہریدار زور سے ڈنڈے برسانے ہیں۔ میں نے اُن سے کہا کہ جو جگہ سیدنا حضرت مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے مولد اور مدفن ہیں جہاں سے اسلام کی شعاعیں نکلیں اور سارے جہاں کو منور کر گئیں ممنوع و حرام قرار دی گئی ہے پھر آپ کے ایمان نے کس طرح گوارا کر لیا کہ وہی غیر اسلامی اور مشرکانہ حرکت یہاں کر گذریں۔ اس اثنا میں وہاں کا ایک مجاور آنکلا اور غضبناک ہو کر کہنے لگا کہ "یہاں زیادہ بحث و مباحثہ کی ضرورت نہیں۔ یہ ہم غریبوں کا کعبہ ہے۔ امراء اپنی دولت خرچ کر کے مکہ میں حج کے لئے جا سکتے ہیں۔ مگر ہم دکن کے رہنے والے غرباء کے لئے تو یہی کعبہ ہے۔ اس کی گرما گرم باتیں سن کر کچھ اور لوگ وہاں جمع ہو گئے۔ اور ہم "جواب جاہلاں باشد خاموشی" اور "واذا خاطبہم الجاہلون قالوا سلاما" کے ارشاد الٰہی کو سامنے رکھتے ہوئے وہاں سے نکل گئے۔

اس عظیم الشان صوفی منش اور اسلام کے شیدائی کے مزار پر کی جانے والی ان بدعات اور غیر اسلامی حرکات دیکھ کر بہت ہی ملول ہوتے ہوئے ہم ایک محراب سے باہر نکلے جس پر نہایت جلی حروف میں لکھا ہوا تھا کہ ؎

نیست کعبہ در دکن۔ جز درگہ گیسو دراز

یعنی سرزمین دکن میں سوائے درگاہ حضرت خواجہ رح صاحب کے کوئی اور کعبہ نہیں!!

میں ان لوگوں کو دعوت دیتا ہوں جو احمدیوں کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ "احمدی حج کے لئے کعبۃ اللہ شریف نہیں جاتے! وہ بیت اللہ کی زیارت نہیں کرتے مکہ قادیان میں ان کا حج ہے۔" احمدیوں کے متعلق ایسے الزامات لگانے والے سرزمین دکن کے اس کعبہ میں ذرہ جائیں تو انہیں نظر آئے گا کہ ہر مزار کا طواف کیا جاتا ہے اور ہر قبر پر سجدے کئے جاتے ہیں؛ کیا اس صورت حال پر غور کرنے کے بعد وہ اپنے دل میں سوال کرنے کے لئے تیار ہیں کہ ؎

چیست یاران طریقت بعد ازیں تدبیر ما

افسوس صد افسوس!! آج توحید کے علمبردار اور اسلام کے نام لیوا کہاں پہنچ گئے ہیں!! وہ جلیل القدر بزرگ جو خود توحید پرست اور توحید کی اشاعت کی خاطر زندگی وقف کر دینے والے کے مزار پر آج توحید کا تذکرہ کرنے کی اجازت نہیں!! اس کے برعکس وہاں ہر قسم کے مشرکانہ رسوم و رواج جائز اور موجب ثواب ہیں! ان ہی نظاروں کو دیکھ کر حیدرآباد کے مشہور شاعر امجد نے کیا ہی خوب کہا ہے ؎

درگاہوں پہ رکوع و سجدہ دیکھا
اس شان کو بھی حق سے اونچا دیکھا
مردہ بدست زندہ سنتے تھے مگر
زندوں کو بھی بدست مردہ دیکھا

حقیقت یہ ہے کہ خدا کے وہ مقرب و مقدس بندے جنہوں نے اپنی ساری زندگی توحید کی تبلیغ میں وقف کی تھی آج ان کے عقیدت مند ان کو خدا کا ہم رتبہ تصور کرنے لگے ہیں۔ چنانچہ حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اپنے وقت کے مجدد اور عارف باللہ اور اولیاء اللہ میں تھے ان کے یوم وصال کے سلسلہ میں ماہ ربیع الثانی میں یہاں جو کچھ بدعتیں اور مشرکانہ رسوم نظر آتی ہیں ان سے ہر موحد کا سر شرم اور ندامت سے جھک جاتا ہے۔

مختلف محلہ جات میں ان کے نام پر جھنڈے گاڑ دیئے جاتے ہیں جن پر "المدد یا غوث اعظم دستگیر" لکھا ہوا ہوتا ہے۔ اونٹ اور ہاتھیوں پر ان جھنڈوں کا جلوس بڑی شان کے ساتھ نکالا جاتا ہے۔ اور جگہ جگہ مسلمان ان اونٹوں اور ہاتھیوں پر جن پر یہ "علم مبارک" سوار ہوتا ہے۔ پھول نچھاور کرتے ہیں اور ان جانوروں کی قدم بوسی ہوتی ہے۔

الغرض آج مسلمان سیدنا حضرت غوث اعظم کو اپنا دستگیر اور مددگار سمجھے ہوئے ہیں۔ اور وہ منہ سے کہیں یا نہ کہیں انہیں خدا تعالیٰ کا ہی ہم رتبہ اور مقام دے دیا ہوا ہے اس کا تازہ ثبوت مندرجہ ذیل چند اشعار ہیں جو ماہنامہ "نور کی کرن" دہلی کے اگست ۱۹۶۵ء کے شمارہ میں شائع ہوئے ہیں ایک صاحب حضرت غوث اعظم کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں ؎

ہے آپ ہی سے میری فریاد غوث الاعظم
وقت مدد ہے کیجئے امداد غوث الاعظم
تم بن نہیں ہے کوئی پرسان حال اپنا
کس طرح سے کروں میں جا کر فریاد غوث اعظم
دیکھو جدھر جس کی جانب خود آپ کی نگاہیں
ہوئے غم جہاں سے آزاد غوث الاعظم

ان چند اشعار سے ہی یہ بات واضح ہو جاتی کہ اس وقت مسلمانوں کی دینی حالت اور ایمانی حالت اور ایمانی کیفیت کس پستی میں جا گری ہے۔ اسلام جس کی بنیاد ہی خدا تعالیٰ نے توحید پر قائم فرمائی تھی اور جس کے تمام مسائل اسی ایک نقطہ مرکزی کے گرد گھومتے ہیں۔ اس کے پیش کرنے والے سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے جس وقت سے دعویٰ فرمایا اور اس وقت کہ آپ فوت ہوئے اپنی ساری زندگی دنیا میں توحید پھیلانے اور بت پرستی کو مٹانے کے لئے صرف فرما دی۔ اس اعلان توحید کے متعلق یہی آپ نے تمام دنیاوی منافع ٹھکرا دیئے روایات بتاتی ہیں کہ آخری وقت میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو اگر کسی قسم کا فکر تھا تو یہی کہ میرے وصال کے بعد کہیں میری امت کے افراد بھی قبر پرستی کے گند میں ملوث ہو جائیں آپ بار بار فرمایا۔

اَلَا وَاِنَّ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ کَانُوْا یَتَّخِذُوْنَ قُبُوْرَ اَنْبِیَائِھِمْ وَ صَالِحِیْھِمْ مَسَاجِدَ فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ۔ اِنِّیْ اَنْھٰکُمْ عَنْ ذٰلِکَ رواہ مسلم (مشکوٰۃ باب المساجد)

یعنی تم سے پہلے جو لوگ گذرے تھے یعنی یہود و نصاریٰ انہوں نے اپنے نبیوں اور نیک بندوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا اے لوگو! جو اپنے تئیں میری امت شمار کرتے ہو خبردار قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنا لینا میں تمہیں اس سے سختی سے منع کرتا ہوں

افسوس اس امت نے اپنے پیارے کی آخری وصیت کو بھی یاد نہ رکھا اور آج لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے علمبردار ہونے کا دعویٰ کرنے والے اپنے بزرگوں اور مرشدوں کی قبروں پر علی الاعلان سجدے کر رہے ہیں! انہیں عالم الغیب قرار دے کر ان سے فریاد کرنے لگ جاتے ہیں!! مُردوں سے مرادیں مانگتے ہیں۔ قبروں پر نذرانے چڑھاتے ہیں!! اپنے مرشدوں کے متعلق یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ جو چاہیں خدا تعالیٰ سے منوا سکتے ہیں!!

کہاں وہ مسلمان جن کی زندگی کا نصب العین ہی بت پرستی کے خلاف تبلیغ و اشاعت ہوا کرتی تھی! اور کہاں یہ مسلمان کہ مشرکوں کے دوش بدوش ہو کر قبر پرستی جھنڈے وغیرہ مشرکانہ رسوم سے فرصت نہیں ملتی ؎

بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟

(مطلقاً الذّمۃ دبخاری. آزاد ۹ر دسمبر ۱۹۶۶ء)

قارئین کرام غور فرمائیں! اس سے بڑھ کر تجدید دین میتین کا کب وقت آتے گا! اور بعثت مجدد دین کے تعلق سے خدا تعالیٰ کے وعدوں کا کیا ایفاء؟ کب تک معرض التواء میں پڑا رہے گا۔ وہ امت محمدیہ کہ جسے کنتم خیر امۃ کا خطاب ملا تھا کیا خدا اُسے ایسی حالت میں چھوڑ دے گا؟ نہیں نہیں ہرگز نہیں۔ خدا تعالیٰ صاف فرماتا ہے۔

ماکان اللّٰہ لیذر المؤمنین علیٰ ما انتم علیہ حتّٰی یمیز الخبیث من الطیّب وماکان اللّٰہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللّٰہ یجتبی من رسلہ من یشاء (آل عمران ع ۱۸)

یعنی یہ ممکن ہی نہ تھا کہ جس حالت میں (اے مسلمانو!) تم ہو خدا تعالیٰ تمہیں یوں ہی چھوڑ دے گا جب تک کہ وہ ناپاک کو پاک سے الگ نہ کر دے۔ اور اللہ تعالیٰ غیب سے ہر ایک کو یہ آگاہ نہیں کرتا کہ تم میں پاک اور پلید کون کون ہیں۔ ہاں وہ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے چن لیتا ہے۔

اس بات کو کوئی مانے یا نہ مانے سچے وعدوں والے خدا نے اپنے وعدے کے مطابق اس صدی کا مجدد اور مسیح موعود بنا کر سیدنا وامامنا حضرت مرزا غلام احمد القادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔ آپ نے تمام دنیا کو توحید خالص کی طرف بلاتے ہوئے فرمایا۔

”کیا بدبخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔

اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھاؤں؟ کس دف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا کہ لوگ سن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے تم سوئے ہوئے ہو گے تو خدا تعالیٰ تمہارے لئے جاگے گا۔ تم دشمن سے غافل ہو گے تو خدا اُسے دیکھے گا اور اس کے منصوبے کو توڑے گا۔ خدا ایک پیارا خزانہ ہے اس کی قدر کرو کہ وہ تمہارا ہر ایک قدم میں تمہارا مددگار ہے جو تم بغیر اُس کے کچھ بھی نہیں اور نہ تمہارے اسباب اور تدبیریں کچھ چیز ہیں۔“ (کشتی نوح مطبوعہ اکتوبر ۱۹۰۲ء)

پس اس زمانہ میں جبکہ خدا کا تصور صرف ایک خیالی فلسفہ بن کر رہ چکا ہے اور مسلمانوں کا صرف زبانی ہے۔ ایمان باللہ کا دعویٰ ہے جبکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ومن الناس من یقول اٰمنا باللّٰہ وبالیوم الاٰخر وما ھم بمؤمنین سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے ایک زندہ خدا کا تصور دنیا کے سامنے پیش فرمایا کہ

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اس سے بولتا ہے جس سے کرتا ہے پیار

المختصر آج تمام دنیا میں صرف جماعت احمدیہ ہی خدا تعالیٰ کا صحیح تصور پیش کرتی ہے اور اسی کے ذریعہ خدا ملتا ہے اسلئے مبارک ہے وہ شخص جو ان باتوں پر غور کرتا اور اسکے مطابق اپنی عاقبت کی درستی کی طرف توجہ کرتا ہے!!

مظفر پور میں عیدالاضحیٰ کی تقریب اور تقسیم لٹریچر

مظفر پور ۲۲ر مارچ جماعت احمدیہ نے مکرمی و محترمی جناب ڈاکٹر سید منصور احمد صاحب کی کوٹھی پر نمازِ عید ادا کی ڈاکٹر صاحب موصوف اور مکرم سید غلام مصطفیٰ صاحب کے بھتیجے اور چچازاد بھائی جناب ڈاکٹر سید اختر احمد صاحب المعروف ”اختر اورینوی“ مشہور تنقید نگار، مقرر، و افسانہ نگار بھی اس موقعہ پر پٹنہ سے تشریف لے آئے۔ موصوف کی دلچسپ گفتگو اور مخصوص انداز تنقید سے دوست محظوظ ہوتے رہے۔ آپ کے چھوٹے بھائی سید فضل احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس کا تبادلہ تین چار ماہ قبل مظفر پور میں ہو چکا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہایت پرمسرت فضا میں تقریب عید سعید منائی گئی۔

دعوتِ طعام محترمی ڈاکٹر سید منصور احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے موقعہ پر احمدی احباب کے علاوہ معززین شہر کے ایک طبقہ کو ایک پُرتکلف دعوتِ طعام دیا کرتے ہیں چنانچہ ۲۳ر مارچ ۹ بجے شب یہ دعوت ترتیب دی گئی جس میں شہر کے چوٹی کے ڈاکٹر، وکلاء اور پروفیسر صاحبان نے شرکت فرمائی۔ مدعوین حضرات میں زیادہ تعداد ہندو دوستوں کی تھی غیر احمدی مسلمان کم تعداد میں تھے۔

ملکی حالات بدقسمتی سے ہمارے ملک کے سیاسی و اقتصادی طبقاتی و لسانی حالات جو غیر یقینی صورت اختیار کر گئے ہیں اس کا نہایت گہرا اثر ملک کے سنجیدہ طبقہ پر پایا جاتا ہے جس کا اظہار اس قسم کی مجالس میں ہوتا ہے اور لوگ اپنی اپنی رائے پیش کرتے ہیں۔ اس حقیقت کا کوئی اعتراف کرے یا نہ کرے آج ہمارے ملک کے متعلق رادی اور سیاسی اندازے سب کے سب بالبداہت غلط ثابت ہو چکے ہیں۔ اور نہایت افسوس کے ساتھ اس بات کا اظہار کرنا پڑتا ہے کہ ہمارا ملک ایک خطرناک اور مہلک بحران کا شکار ہو چکا ہے۔

اختر اورینوی مجھے اس وقت جناب ڈاکٹر اختر اورینوی کی ایک جرأت مومنانہ یاد آرہی ہے ۱۹۴۶ء کا واقعہ ہے جبکہ ملک کے بڑے بڑے سیاسی مدبرین پٹنہ میں جمع ہو گئے تھے۔ اور ایک مہاراجہ کی کوٹھی پر یہ مدبرین اور شہر کے دوسرے معززین مدعو کئے گئے۔ جناب ڈاکٹر موصوف بھی مدعو تھے آپ اسلامی لٹریچر اپنے ساتھ لے گئے۔ دوسرے مدبرین کی خدمت میں لٹریچر پیش کر دیا لیکن پنڈت جواہر لال نہرو سے تعارف و ملاقات کی کوئی صورت دکھائی نہیں دیتی تھی۔ اپنے غیر احمدی ایم۔ایل۔اے رشتہ دار سے اس سلسلہ میں تعاون کی درخواست کی۔ انہوں نے بھی بعض مشکلات پیش کر کے معذوری کا اظہار کر دیا۔ تب اللہ تعالیٰ کا ایک عجیب تصرف ہوا کہ پنڈت جی اچانک اور بالکل غیر متوقع طور پر بڑی تیزی کے ساتھ کھٹ کھٹ کرتے ہوئے زینے سے نیچے اُترے اور ڈاکٹر صاحب موصوف کی میز کے سامنے آ کھڑے ہوئے مجلس میں ایک ہلچل سی مچ گئی ڈاکٹر صاحب نے موقعہ غنیمت دیکھا اور پنڈت جی کے قریب پہنچ کر مخاطب ہو گئے فوراً ہی دوسرے لوگ بھی پہنچ گئے اور چاروں طرف سے پنڈت جی کو گھیر لیا۔ لیکن آپ ڈاکٹر صاحب موصوف سے ہی مخاطب رہے اسلامی معاشی نظام پر گفتگو جاری رہی اور جناب ڈاکٹر صاحب نے حضرت اقدس المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معرکۃ الآراء تصنیف ”اسلام کا اقتصادی نظام“ اور ”نظام نو“ پنڈت جی کی خدمت میں اس تبصرہ کے ساتھ پیش کیں کہ:-

”ملکی حکومت کا عظیم بوجھ آپ کے کندھوں پر پڑ رہا ہے یہ متبرک تصانیف اس سلسلہ میں آپ کو بہت مدد دینگی“

پنڈت جی نے ”اسلام کا اقتصادی نظام“ ہاتھ میں لے کر کہا کہ:-

”کیا یہ وہ اقتصادی نظام ہے جو آج سے تیرہ سو سال قبل پیش کیا گیا تھا؟“

ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ ہے تو وہی لیکن ہمارے مطالعہ کے مطابق آج بھی دنیا کی کوئی تنظیم اس کی نظیر پیش کرنے سے ”قاصر ہے“ بعد کے حالات بتاتے ہیں کہ ہمارے سیاسی مدبرین نے ان بے نظیر حقائق سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش نہیں کی۔ اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ آج ملک کے اقتصادی حالات حد درجہ مہیب ترین صورت اختیار کر گئے ہیں اور بعض علاقوں میں یہاں تک نوبت پہنچ گئی ہے کہ سوکھے ہوئے لب، بے جان آنکھیں، بھوک کے پیٹ اور ہڈیوں کے ڈھانچے، ایک دلدوز منظر پیش کر رہے ہیں الامان، والحفیظ۔

ہم الٰہی بشارتوں پر یقین رکھتے ہوئے اور مشاہدات حاضرہ سے ان بشارتوں کی اظہر من الشمس تائید دیکھ کر اس حق الیقین پر قائم ہیں کہ ان تمام مشکلات کا ایک ہی علاج ہے کہ مخلوق خدا احمدیت کا سنجیدگی کیساتھ مطالعہ کرے اسے سمجھے اور اپنے خالق و مالک کے ساتھ صلح کرے ع

جیسے سب جاتے رہے اک حضرت تواب ہے

بہرحال ان حالات میں ہم احمدیوں کی ذمہ داریاں بہت زیادہ بڑھ گئی ہیں اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ اس نازک دور میں ہم اپنے ہر قسم کے ذرائع، وسائل، دعاؤں اور عملی نمونے سے کام لیتے ہوئے مخلوق خدا کے دلوں میں پیغام حق اتار کر اسے تباہی کے گڑھے سے بچانے میں کامیاب ہو جائیں۔ اللّٰھم آمین۔

بعد از طعام حاضرین کرام کی خدمت میں ہندی، اردو اور انگریزی زبانوں میں طبع شدہ اسلامی لٹریچر پیش کیا گیا۔ احباب کرام سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس لٹریچر کے بہترین نتائج ظاہر فرمائے اور محترمی ڈاکٹر صاحب اور آپکے اہل و عیال کو اپنی بیشمار روحانی اور جسمانی برکات سے نوازے۔ آمین

بیعتیں: عیدالاضحیٰ سے چند روز قبل اور چند روز بعد دو احباب بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے ہیں۔

وصایا

نوٹ۔ وصایا منظوری سے پہلے اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی کو کسی وصیت کے بارے میں کوئی اعتراض ہو تو ایک ماہ کے اندر اندر مجلس کار پرداز بہشتی مقبرہ کو دی جائے۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

نمبر ۱۳۵۴۰ ۔ میں نور جہاں بیگم صاحبہ زوجہ محمد کریم اللہ نوجوان قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر ۲۴ سال تاریخ بیعت ۵۴-۱۹۵۲ء ساکن مدراس ڈاک خانہ خاص صوبہ مدراس۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶۰/۳/۱۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائداد اس وقت حسب ذیل ہے:۔

(۱) جھمکے طلائی وزنی ½ تولہ قیمتی ۲۰۰/- روپیہ (۲) میرا حق مہر ۵۷۵/- روپیہ ہے جو میرے شوہر کے ذمہ واجب الادا ہے۔ اور کوئی جائداد یا زیور نہیں ہے میں اپنے زیور و مہر کے ⅒ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میری آمد اس وقت کوئی نہیں ہے اگر ہوگی تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری وفات کے وقت میری جو جائداد ثابت ہوگی اس کے ⅒ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

الامۃ نور جہاں بیگم موصیہ ۶۰/۳/۱۴

گواہ شد محمد کریم اللہ نوجوان — ایڈیٹر نوجوان شوہر موصیہ — اسلامک سنٹر ۳۱ لائیڈس روڈ مدراس ۱۴

گواہ شد چوہدری فیض احمد گجراتی — نائب ایڈیٹر بدر قادیان۔ — نزیل مدراس ۶۰/۳/۱۴

نمبر ۱۳۵۴۱ ۔ میں النصری بیگم بیوہ محمد عزیز اللہ صاحب قوم احمدی پیشہ بیکاری عمر ۶۵ سال تاریخ بیعت ۵۴-۱۹۵۳ء ساکن مدراس ڈاک خانہ خاص صوبہ مدراس۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶۰/۳/۱۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائداد اس وقت کوئی نہیں ہے۔ میرے ہر قسم کے اخراجات خورد و نوش میرے بیٹے محمد کریم اللہ صاحب نوجوان ایڈیٹر آزاد نوجوان مدراس کے ذمہ ہیں۔ گو میری جائداد یا آمد اس وقت کوئی نہیں ہے۔ لیکن محض حصول ثواب کے لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قائم فرمودہ نظام وصیت میں شامل ہو رہی ہوں میں انشاء اللہ تا زندگی نصف روپیہ ماہوار ادا کرتی رہوں گی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

الامۃ النصری بیگم موصیہ ۶۰/۳/۱۴

گواہ شد محمد رفیق صاحب ولد حاجی محمد ابراہیم صاحب کانپوری ساکن مدراس — مال سٹریٹ مدراس نمبر ۱

گواہ شد محمد کریم اللہ نوجوان ولد عزیز اللہ مرحوم ایڈیٹر آزاد نوجوان مدراس ۶۰/۳/۱۴

نمبر ۱۳۵۴۲ ۔ میں ایم۔ کے ایس محی الدین ولد محی الدین [illegible] صاحب قوم احمدی پیشہ تجارت عمر ۴۷ سال تاریخ بیعت ۱۹۶۱ء ساکن مدراس ڈاک خانہ خاص صوبہ مدراس۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶۰/۳/۱۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں

میری جائداد اس وقت حسب ذیل ہے:۔

سرمایہ و سامان تجارتی مبلغ پانچ ہزار روپیہ ہے جس کے ⅒ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ مجھے اپنے تجارتی کام سے ۸۰/- روپیہ ماہوار آمد ہو جاتی ہے میں اپنی موجودہ یا آئندہ جو بھی ہوگی کے ⅒ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میری وفات کے وقت میری جو جائداد ہوگی اس کے ⅒ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

العبد ایم۔ کے ایس محی الدین علی موصی ۶۰/۳/۱۴

گواہ شد چوہدری فیض احمد گجراتی — نائب ایڈیٹر بدر قادیان حال وارد — مدراس بقلم خود ۶۰/۳/۱۴

گواہ شد ایم۔ کے نوجوان ایڈیٹر آزاد — نوجوان اسلامک سنٹر نمبر ۳۱ — لائیڈس روڈ مدراس ۱۴

نمبر ۱۳۶۴۳ ۔ میں عابدہ بیگم زوجہ محمد ابراہیم صاحب قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر ۲۲ سال تاریخ بیعت ۶۰/۳/۱۲ ساکن چنتہ کنٹہ ڈاک خانہ خاص ضلع محبوب نگر صوبہ آندھرا بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶۰/۳/۱۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری جائداد اس وقت حسب ذیل ہے:

حق مہر مبلغ سات سو روپے ہے جو میرے شوہر نے مجھے ادا کر دیا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ مبلغ سات سو روپیہ کی بچہ یاں میرے پاس ہیں۔ میں اس جملہ ۱۴۰۰/- روپیہ جائداد کے ⅒ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ مجھے بچوں کے کاروبار سے تیس روپے ماہوار آمد ہوتی ہے میں اپنی موجودہ و آئندہ آمد کے بھی ⅒ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میری وفات کے وقت میری جو جائداد ہوگی اس کے ⅒ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

الامۃ عابدہ بیگم

گواہ شد محمد بشیر الدین ولد سیٹھ محمد معین الدین ساکن ۱۴۵ لال ٹیکری حیدر آباد۔

گواہ شد محمد ابراہیم صاحب شوہر موصیہ ساکن چنتہ کنٹہ ضلع محبوب نگر [illegible] ۶۰/۱۲/۷

نمبر ۱۳۵۹۴ ۔ میں محمد عظمت اللہ ولد محمد نعمت اللہ صاحب قوم احمدی پیشہ [illegible] عمر ۳۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن چنتہ کنٹہ ضلع محبوب نگر صوبہ آندھرا۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶۰/۱۲/۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائداد اس وقت کوئی نہیں ہے۔ میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو تنخواہ کی صورت میں مجھے ۷۵/- روپے ماہوار ملتی ہے۔ میں اپنی موجودہ و آئندہ آمد کے ⅒ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میری وفات کے وقت میری جو جائداد ہوگی اس کے بھی ⅒ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

العبد محمد عظمت اللہ موصی ۶۰/۱۲/۴

گواہ شد سیٹھ محمد معین الدین ولد سیٹھ محمد حسین صاحب صدر جماعت احمدیہ چنتہ کنٹہ ۶۰/۱۲/۴

گواہ شد یوسف حسین صاحب ولد محمد حسین صاحب مومن منزل مستعید آباد۔ حیدر آباد دکن۔ نزیل چنتہ کنٹہ ۶۰/۱۲/۴

مدرسہ احمدیہ قادیان میں نئے سال کیلئے داخلہ شروع ہے

مڈل پاس طالب علم جلد متوجہ ہوں!

اسلام و احمدیت کی تبلیغ و اشاعت کے لئے قابل مبلغین کی ضرورت دن بدن بڑھ رہی ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ [illegible] کے ہاتھ سے جاری کردہ مدرسہ احمدیہ پون صدی سے سلسلہ کی یہ خدمت بڑی کامیابی سے سرانجام دے رہا ہے۔ [illegible] سال کے لئے [illegible] داخلہ کے لئے حسب ذیل کوائف ضروری ہیں:۔

۱۔ بچہ کم از کم مڈل پاس ہو

۲۔ اردو زبان بخوبی لکھ پڑھ سکتا ہو۔

۳۔ قرآن کریم ناظرہ روانی سے پڑھ سکتا ہو۔

صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے اس سال کے لئے سات [illegible] مقرر ہیں۔ جو طالب علم کی ذہنی۔ اخلاقی۔ تعلیمی اور اقتصادی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے دیئے جاتے ہیں۔ خواہشمند افراد دفتر نظارت تعلیم سے مقررہ فارم منگوا کر اس کی خانہ پُری کر کے جلد بھجوائیں۔ اور مرکز سے منظوری ہونے کے بعد بچہ کو قادیان بھیجیں۔

ناظر تعلیم قادیان

عید الاضحیہ کی مبارک تقریب کے سلسلہ میں غیر مسلم معززین کی دعوت

بقیہ صفحہ اوّل

مکرم چوہدری مبارک علی صاحب ایڈیشنل ناظر امور عامہ نے خطبہ استقبالیہ میں مہمانان [illegible] پڑھ کر [illegible] ہوئے تقریب کی غرض و [illegible] بتائی کہ ہر سال عید کے موقع پر ہم اپنے [illegible] کو [illegible] تا کچھ دیر ایک جگہ بیٹھ کر باہمی پیار اور محبت کا عملی اظہار ہو۔ اور آپسی تعلقات کو تقویت پہنچے۔ [illegible] ملک میں سیاسی رنگ کی غیر معمولی سرگرمیاں رہیں۔ اس لئے یہ تقریب جو عید کے موقعہ پر منائی جاتی ہے اس میں تاخیر ہو گئی۔ ہم موزوں موقعہ کی انتظار میں تھے [illegible] وہ موقعہ پیدا [illegible] ہمارے نہایت ہی قابل احترام اور [illegible] پنجاب کے ڈپٹی منسٹر [illegible] تشریف لائے اور آج ہم [illegible] خواہش کو پورا کر رہے ہیں۔

آپ [illegible] فرمایا جماعت احمدیہ ایک [illegible] جماعت ہے۔ اور [illegible] [illegible] ہے [illegible] [illegible] اجازت [illegible] چاہتا ہے کہ ہم کسی اور [illegible] [illegible] [illegible] انسان [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اسی جذبہ کے تحت ہم مذہبی [illegible] [illegible] کا استقبال کیا ہے [illegible] ہمارے محترم [illegible] سردار [illegible] صاحب ہیں جو ہماری درخواست پر یہاں تشریف لائے ہیں۔ مکرم چوہدری صاحب نے کہا جناب سردار باجوہ صاحب کے ساتھ ہمارے تعلقات بہت پرانے اور برادرانہ ہیں۔ اسی قدیمی پیار اور محبت [illegible] ہم نے [illegible] آج [illegible] یہاں بلایا ہے۔ ہم سردار صاحب کو یقین دلاتے ہیں کہ وہ پہلے کی طرح ہر اچھے اور نیک کام میں ہمیں اپنا ممد اور معاون پائیں گے۔

مکرم چوہدری صاحب نے خطاب جاری رکھتے ہوئے اس بات کو واضح کیا کہ دنیا میں [illegible] انقلاب آیا ہی کرتے ہیں ہر دور میں جماعت احمدیہ ہمیشہ الی الامر سے اجتناب

کرتی رہی ہے کہ سرگرم سیاست میں حصہ لے اور اپنا اصل کام پیچھے چھوڑ دے۔ اس کے باوجود ہم اپنے اصولوں کو بھی نظر انداز نہیں کر سکتے۔ بڑا اصول یہی ہے کہ حکام وقت کی اطاعت کی جائے تا ملک میں امن کا ماحول پیدا رہے۔ یہ حقیقت ہے کہ کسی بغاوت سازش اور منافرت کے ساتھ امن قائم نہیں رہ سکتا بلکہ ہمارا اصول تو یہ ہے کہ ہم جس معاشرہ میں ہوں وہ معاشرہ محسوس کرے کہ یہ لوگ ہمارے ساتھ خلوص اور سچی محبت رکھنے والے ہیں اور ہر مناسب وقت پر ساتھ دینے والے ہیں۔

آپ نے فرمایا منسٹریاں بدلتی رہتی ہیں منسٹری یا پارٹیاں طاقت پکڑتی ہیں اور پھر کمزور ہو جاتی ہیں مگر با اصول جماعت کے افراد اور خدائی منشاء کے مطابق چلنے والے [illegible] کے سامنے کبھی شرمندہ نہیں [illegible] پنجاب میں اس وقت جو گورنمنٹ بنی ہے اسے مرکز نے قبول کیا ہے اس لئے ہم بھی [illegible] سے اسے قبول کرتے ہیں۔ پھر ہمارا تو مذہبی فرض قرار دیا گیا ہے کہ جب کسی قوم کا معزز [illegible] ہمارے یہاں آئے تو تم اُس کی عزت کرو سو ہم اس فرض کو ادا کرتے ہوئے [illegible] کا احترام کرتے ہیں۔

[illegible] دیگر [illegible] کو خطاب کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ ہمارا دل تو یہی چاہتا ہے کہ ہم [illegible] بھائیوں تو بلا جھجک اپنے [illegible] کے سبب ایسا کرنے سے معذور ہیں۔ آپ جب درست کہیں ہماری دعوت پر یہاں آئے ہیں سب ہمارے بھائی ہیں۔

محترم چوہدری صاحب نے اپنی تقریر میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیغام صلح میں بیان فرمودہ صلح کی تجویز کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ آپس میں صلح اور محبت کے ساتھ رہنا اور ایک دوسرے کو گلے لگانا بہت سی برکتوں کا موجب ہے۔ افسوس کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی بر وقت چیلنج سے اہل وطن نے کچھ سبق نہ لیا اور بہت نقصان اُٹھایا۔ لیکن اب بھی بہت حد تک اس پر عمل کیا جا سکتا ہے اور اس کی برکات سے حصہ مل سکتا ہے۔ اس وقت ملک میں اتحاد اور میل ملاپ کی بڑی ضرورت ہے۔ تا انسانیت کا بول بالا ہو۔

ایڈریس کا جواب

اس ایڈریس کا جواب دیتے ہوئے جناب سردار باجوہ صاحب نے فرمایا۔ میں جماعت احمدیہ کا بہت مشکور ہوں کہ اُنہوں نے عید مبارک کی تقریب کو میری وجہ سے لیٹ کر کے مجھے شامل ہونے کا موقعہ دیا۔ میں جماعت کی اس عزت افزائی اور پیار پر بہت مشکور ہوں۔ جماعت احمدیہ کے ساتھ میرے تعلقات کو سب جانتے ہیں۔ اس جماعت کے ساتھ میرا شروع سے پیار رہا ہے۔ اور پھر اس بات پر فخر ہے۔ کہ بچپن میں جب میں ضلع سرگودھا میں پرائمری میں پڑھتا تھا تو بھی احمدی جماعت کے افراد میرے ہم جماعت اور سکول فیلو تھے۔ پھر جوانی میں بھی انہیں کا ساتھ رہا اور اب بڑھاپے میں بھی میں امید رکھتا ہوں کہ یہ تعلقات بڑھتے رہیں گے۔

آپ نے فرمایا سیاسی جماعتوں میں حالات کے مطابق اتار چڑھاؤ ہوتا رہتا ہے۔ لیکن جماعت احمدیہ کے ساتھ میرے تعلقات برادرانہ ہیں سیاست ان پر غالب نہیں آسکتی۔

آپ نے دیگر حاضرین کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مجھے آپ لوگوں نے ہی آگے کیا اور اب بھی میں آپ ہی کے حکم اور اشارے سے کام کروں گا۔ میں نے ملک کی درستی کی خاطر ایک بڑی چھلانگ لگائی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ سب بھائیوں کو انصاف ملے کسی کے ساتھ زیادتی نہ ہو۔

پر صلاح کے افسران سے بھی اس کی توقع رکھتا ہوں اور اسی کے مطابق میں خود بھی عمل درآمد کرنے کی پوری کوشش کروں گا۔

تیسرے نمبر پر جناب سردار جوگندر سنگھ صاحب نے بھی جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کیا۔ اور بتایا کہ اس قسم کا اظہار خیال ہی دراصل وہ شاندار سرٹیفکیٹ ہے جو کسی وزیر کو پبلک کی طرف سے ملے۔ میں ان سب جذبات کی دل سے قدر کرتا ہوں۔

شکریہ

تقریب کے اختتام پر حضرت مولانا عبد الرحمن صاحب فاضل نے جماعت احمدیہ کی طرف سے تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کیا کہ ان سب نے ہماری دعوت قبول کرتے ہوئے یہاں تشریف لانے کی تکلیف گوارا فرمائی۔ اس طرح یہ تقریب بڑے ہی پُر لطف ماحول میں اختتام پذیر ہوئی۔